مختلف کیٹیگریز میں ڈھیر سارے مکمل ناول پڑھنے کیلئے ہمارا یہ واٹس ایپ چینل جوائن کیجئے

👇👇👇👇

Classic Urdu Material WhatsApp Channel

ڈیئر ریڈرز اگر آپ سے لنکس اوپن نہیں ہو رہے تو آپ ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر جا کر ان تمام لنکس کو ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں۔

آپ کو ہماری ویب سائٹ کلاسک اردو مٹیریل پر ہر قسم کے ناولز مل جائیں گے ویب سائٹ لنک نیچے ہے کلک کیجیے

https://classicurdumaterial.com/

ایف بی کے کچھ ایشوز کی وجہ سے بعض اوقات ایف بی پر لنکس اوپن نہیں ہوتے۔ یہ تمام لنکس آپ کو ہمارے کلاسک وٹس ایپ چینل پر مل جائیں گے۔ چینل کا لنک اوپر دیا گیا ہے آپ اُس پر کلک کریں اور چینل کو فالو کریں اور ڈھیر سارے ناولز ڈاؤنلوڈ کریں

اور اگر آپ آڈیو ناول سننا پسند کرتے ہیں تو ہمارے آڈیو ناول یوٹیوب چینل کو سبسکرائیب کیجیے لنک نیچے ہے

Classic Urdu Novels

کلاسک اردو میٹریل کارپوریشن

تیری طلب میں

از سیوی خان

"ادھر آؤ میرے پاس۔۔۔میں نے کہا میرے پاس آو"۔۔۔

وہ دھاڑا تھا۔۔۔اور وہ نازک جان کانپ گئی تھی۔۔۔جبران قازمی کا یہ روپ اسکے لیے نیا تھا۔۔۔

چھ فٹ سے نکلتا قد، چوڑی مضبوط جسامت، سفید سرخی مائل رنگت، مغرور نقوش۔۔۔کالے بال جو ماتھے پر بکھر کر اسے مزید پرکشش بنا رہے تھے۔۔۔کلین شیو پر گہری کالی مونچھیں اسکے روب دبدبے میں اضافہ کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ اس وقت شراب کے نشے میں بے حال تھا۔۔۔آج اسنے پہلی بار اس گھٹیا چیز کو منہ لگایا تھا۔۔۔اسنے کالی جینز پر کالی ہی شرٹ پہنی ہوئی تھی جسکے اگلے بٹن کھولے ہوئے تھے۔۔۔جس کی وجہ سے اسکا چوڑا سینا نظر آرہا تھا۔۔۔اسکا براؤن کوٹ زمین پر پڑا تھا۔۔۔۔

خود وہ غصے سے سامنے کھڑی لڑکی کو گور رہا تھا۔۔۔

"سنتا نہیں تمہیں"۔۔۔جب اسکے صبر کی حد ہوئی تو وہ خود لمبے لمبے ڈگ بر ھتا اسکے سر پر پہنچ جاتا۔۔۔اور بے دردی سے اسکے بال نوچ کر اسکا چہرا اپنے سامنے کر تا۔۔۔۔

"آہ ہ۔۔"

بے ساختہ اسکے لبوں سے کراہ نکلی تھی۔۔۔۔

کالی پانیوں بھری آنکھیں شہد رنگ سرخ آنکھوں سے ٹرائی تھی۔۔۔قدرتی خوبصورت بھرے بھرے سرخ لب کپکپائے تھے۔۔۔چھوٹا سا ناک تکلیف سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

جبر ان اسکے خوبصورت نقوش میں الجھتا اپنی پکڑ سخت جاتا۔۔۔

"سسس۔۔۔چھ چھوڑے۔۔۔چھوڑے مجھے"۔۔۔۔

آنسو اب آنکھوں سے ٹوٹ کر گال پر پھیسل گئے تھے۔۔۔۔

جبر ان کی نظر اسکے چہرے سے پھیسلتی اسکی گردن پر جاتی۔۔۔۔

سفید رنگ کی وجہ سے اسکی گردن کی نیلی رگیں صاف نظر آرہی تھی۔۔۔

وہ بیکھری حالت میں دوپٹے سے بے نیاز نیلے رنگ کے ڈھیلے ڈالے سوٹ میں اسکے سامنے تھی۔۔۔

جبر ان کو عجیب سے احساس نے گیر لیا تھا۔۔۔وہ جو کل تک نفرت سے اس پر نظر ڈھالنا گوارا نہیں کر رہا تھا اب اسکی طرف یوں مائل ہو رہا تھا۔۔۔۔

"ج جبران میرا۔۔۔میرا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔م۔۔مجھے"۔۔۔

وہ بول رہی تھی جب جبران نے جک کر اسکی گردن کو لبوں سے چھوا تھا۔۔۔وہ کامپ کر رہ جاتی۔۔۔

"جبران ن۔۔۔۔"

"ششش۔۔۔"

جبران اپنی سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ کر خاموش کروا دیتا۔۔۔

"میرا حق ہے تم پر۔۔۔پاکیزہ آفریدی۔۔۔"

جبران کی سرگوشی پر پاکیزہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

"آخر سب کے سامنے تمہیں طوائف بنا کر لایا ہوں"۔۔۔

الفاظ تھے یا کوئی صور۔۔۔جو اسکے کانوں میں پھونکا گیا تھا۔۔

وہ ایک بار پھر اسکی گردن پر جکا تھا۔۔۔اس بار اسنے بے دردی سے اسکی گردن پر دانتوں کے دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔پاکیزہ اسکی اس بے دردی پر سیسک بھی نہیں سکی تھی۔۔۔اب وہ اسکی شرٹ اسکی کندھے سے کھسکا رہا تھا۔۔۔

"دور رہو جبران قازمی"۔۔۔

پاکیزہ پوری جان سے اسے دھکا دیتی چیخی تھی۔۔۔

جبران اسکے دھکے سے اپنے مضبوط جسامت سمیت دو قدم کے فاصلے پر پیچھے پڑے صوفے پر جا گرتا۔۔۔

پاکیزہ کی اس حرکت پر جبران اپنے جبڑے بینچ لیتا۔۔۔

"میں طوائف نہیں بیوی ہوں آپکی۔۔۔نکاح کیا ہے آپ نے میرے ساتھ"۔۔۔

پاکیزہ میں ناجانے کہاں سے اتنی ہمت آگئی تھی۔۔۔وہ جو کچھ دیر پہلے ڈر سے کامپ رہی تھی اب وہ اسکے سامنے غصے سے تن کر کھڑی تھی۔۔۔۔

وہ اپنے گھومتے سر کو سمبھالتا ہوا صوفے کی ہتھی پر ہاتھ رکھ کر سیدھا ہوتا۔۔۔پھر پاکیزہ کو سر تا پیر دیکھتا۔۔۔

"نکاح مائی فوٹ۔۔۔بھاڑ میں گیا نکاح۔۔۔میں نہیں مانتا اس نکاح کو۔۔۔تم خون بہا میں آئی ایک طوائف ہو۔۔۔بس ایک طوائف۔۔۔اس سے بڑھ کر تمہارا لوئی مقام نہیں"۔۔۔۔

پاکیزہ بے بسی سے اپنے لب بینچ لیتی۔۔۔آنسو ابھی بھی اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔۔اسکے آنسو دیکھ کر جبران کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ آجاتی۔۔۔

"تمہارے آنسو میرے دل کو سکون دے رہے ہیں پاکیزہ آفریدی۔۔۔تمہارے بھائی کے ہر عمال کا تم حساب دو گی۔۔۔جتنی تکلیف میری بہن نے برداشت کی اس سے دگنی تکلیف میں تمہیں دونگا۔۔۔سنا تم نے"۔۔۔

اسکے لفظوں میں کانچ کی سی کرچیاں تھی۔۔۔پاکیزہ جانتی تھی اس میں سراسر اسکے بھائی کا قصور تھا جسکا انجام وہ بگھت رہی تھی۔۔۔

"تم نے مجھے خود سے دور کیا ہے ناں پاکیزہ افریدی۔۔۔اب خود آو میری پاس۔۔۔اور میری گود میں بیٹھو"۔۔۔

وہ ایک ایک لفظ جبا کر بولتا۔۔۔پاکیزہ اپنا خشک حلق تر کرتی۔۔۔

"پاکیزہ آفریدی مجھے میری بات دوسری بار دوہرانے کی عادت نہیں ہے"۔۔۔۔

یہ وہی انسان تھا جسکی ایک مسکراہٹ پر وہ اپنا دل ہار گئی تھی۔۔۔مگر اب وہ کتنا بدل گیا تھا۔۔۔بلکل بے حس۔۔۔پاکیزہ بے بسی سے اپنے لب کاٹتی نیچے کارپیٹ کو دیکھنے لگ جاتی۔۔۔

جبران کے ماتھے پر بل پڑھ جاتے۔۔۔وہ ابھی بھی وہی کھڑی تھی۔۔۔جبران کسی خیال کے تحت گہرا مسکراتا۔۔۔پھر ساتھ پڑے ٹیبل سے اپنا فون اٹھاتا۔۔۔

کھٹکے کی آواز پر وہ اپنا سر اٹھاتی تو جبران کو مسکراتا دیکھ کر حیران ہو جاتی۔۔۔اب وہ کسی کو کال ملا کر فون کان سے لگا گیا تھا۔۔۔

"ہاں ہیلو۔۔۔رامش۔۔کیسے ہو۔۔۔اچھا تم لوگوں کے لیے میرے پاس ایک سرپرائز ہے"۔۔۔

جبران پاکیزہ کو سر تا پاؤں دیکھ کر کہتا۔۔۔پاکیزہ کو اسکی بات سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی۔۔۔

وہ بے یقینی سے نفی میں سر ہلاتی دو قدم پیچھے لے لیتی۔۔۔

یہ انسان اتنا گرا ہوا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

جبران اسکی اس حرکت پر انگلی کے اعشارے سے اسے پاس آنے کا کہتا۔۔۔

"بتاتا ہوں۔۔۔بتاتا ہوں۔۔۔پہلے مجھے کچھ کنفرم کرنے دو۔۔پھر میں تمہیں واپس کال کرتا ہوں"۔۔۔

وہ کہتے ساتھ ہی فون کاٹ دیتا۔۔۔پھر گہری نظروں سے پاکیزہ کو دیکھتا۔۔۔

"ہاں تو پاکیزہ آفریدی۔۔۔میں یا وہ چار"۔۔۔۔

"آ آپ۔۔کیسے"۔۔۔۔

وہ بامشکل بولی تھی۔۔۔

"میرے پاس آؤ۔۔۔یا پھر"۔۔۔

وہ فون لہرا کر کہتا جس پر وہ مرتی کیا نا کرتی کے مصادق اپنے قدم آگے بڑھا دیتی۔۔۔اسکے قدموں میں واضع طور پر لرزش تھی۔۔۔

اسے اپنے پاس آتا دیکھ کر جبران کے لبوں پر گہری مسکراہٹ آجاتی۔۔۔

وہ اسکے پاس پہنچ کر سر مزید جکا لیتی۔۔۔

جبران اسے ایک جھٹکے میں کھینچ کر اپنے اوپر گرا لیتا۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی یا خود کو سمبھالتی وہ اسکے لبوں پر جکا تھا۔۔۔

یہ سب اچانک ہوتا تھا۔۔۔

اسکے لمس میں شدت تھی۔۔۔۔وہ ایک ہاتھ سے اسکی کمر کے گرد گھیرا بناتا اور دوسرے سے اسکے بال جڑوں سے جکڑھ لیتا۔۔۔وہ بیچاری چاہ کر بھی اس ظالم کے شکنجے نکل نہیں سکتی تھی۔۔۔۔

پاکیزہ کی اکھڑتی سانسوں کا خیال کر اسنے اسکے لبوں کو آزادی بخشی تھی۔۔۔اب وہ اسکے چہرے کو قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔رو رو کر اسکا چہرا سرخ ہو گیا تھا۔۔۔اسکی کالی آنکھیں بھی سوجھ گئی تھی۔۔۔۔اسکی شدت پر اسکے سرخ لب خون چھلکانے کی حد تک سرخ لگ رہے تھے۔۔۔جنہیں وہ ہلکا سا واہ کیے اپنی سانسیں بہال کر رہی تھی۔۔۔

جبران کی آنکھوں کی سرخی اب پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔۔۔

وہ اسکے بالوں سے ہاتھ ہٹا کر اسکے چہرے پر پھیرتا۔۔۔پھر اسکے بھیگے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتا۔۔۔

پاکیزہ گہری سانسوں کے ساتھ اپنی آنکھیں میچ لیتی۔۔۔دور وہ ابھی بھی نہیں ہو پائی تھی کیونکہ اسکی کمر پر ابھی بھی اسکے بازو کا تنگ حسار تھا۔۔۔۔

جبران جو صرف اسے سزا دینے کے لیے اسکے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔اب دوبارہ اسکا دل یہی گستاخی کرنے کو چاہ رہا تھا۔۔۔۔

وہ ایسا نا کرتا اگر وہ ہواسوں میں ہوتا۔۔۔مگر اب وہ پھر اسے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔اب کی بار اسکے لمس میں نرمی تھی۔۔۔جیسے وہ اسے محسوس کر رہا ہو۔۔۔پاکیزہ جو دوبارہ تکلیف کا سوچ کر آنکھیں میچ گئی تھی۔۔۔اب اسکی نرمی پر چونک جاتی۔۔۔اس بار وہ جلدی دور ہو گیا تھا۔۔۔اب وہ اپنی آنکھیں کھول کر پاکیزہ کو دیکھتا جو آہستہ سے اپنی آنکھیں کھول گئی تھی۔۔دونوں کی آنکھیں ملتی۔۔۔۔

جبران کی آنکھوں میں خمار اتر آیا تھا۔۔۔وہ پاکیزہ کی کمر کے گرد گیرا مزید تنگ کر لیتا۔۔۔

"چ چھوڑیں۔۔۔پلیز چھ"۔۔۔جبران اسکے لبوں پر انگلی رکھ کر خاموش کروا دیتا۔۔۔

"پہلے مجھے میری طلب پوری کرنے دو"۔۔۔

وہ اسکے لبوں کو دیکھ کر کہہ رہا تھا۔۔۔پاکیزہ کی ریڈ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔۔۔وہ اسکی قربت پر بے حال ہو رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے وہ دوبارہ اسکے لبوں پر جھکتا وہ سختی سے اپنے لب دبا جاتی۔۔۔جبران اسکی اس حرکت پر ہلکا سا مسکراتا۔۔۔پھر اسکی آنکھوں میں دیکھ کر اسکی ٹھوڑی کو لبوں سے چھوتا۔۔۔

اسکے لمس پر ایک بار پھر پاکیزہ کی سانس رکی تھی۔۔۔

وہ اسکی ٹھوڑی کو چھوڑ کر اب اسکی گردن پر جھکا تھا۔۔۔

جبران کے ہر ہر لمس پر پاکیزہ کو آگ کا سا گمان ہو رہا تھا۔۔۔اسکی مونچھوں کی چوبن اسکی جان نکال رہی تھی۔۔۔وہ کامپ کر رہ جاتی۔۔۔

جبران ایکی بار دونوں ہاتھوں سے اسکی کمر کو جکڑ لیتا۔۔۔

"تم بیوی نہیں طوائف ہو۔۔۔بس ایک طوائف۔۔۔اس سے بڑھ کر تمہارا کوئی مقام نہیں"۔۔۔

وہ جو اسکے لمس میں ناچاہتے ہوئے بھی کھو رہی تھی۔۔۔لیکن اسکے کچھ وقت پہلے کے جملے یاد کر کے وہ اذیت کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کی مدد سے اسے خود سے دور کرتی۔۔۔

جبران اسکی اس حرکت پر اپنی گرفت ہلکی کر کے ناگواری سے اسے دیکھتا۔۔۔

وہ جلدی سے اسکی گود سے اٹھ کر کھڑی ہو جاتی۔۔۔

جبران اسکی طرف دیکھ کر کھڑا ہوتا اور اسکے کچھ بھی سمجھنے سے پہلے اسے باہوں میں اٹھالیتا۔۔۔اسکے قدم اپنے بیڈ کی طرف تھے۔۔۔

اسکی اگلی کاروائی پر پاکیزہ کے چاروں تبک روشن ہوئے تھے۔۔۔وہ مزاحمت کرتی اس سے اپنا آپ چھڑوانے لگ جاتی۔۔۔

"جبران قازمی چھوڑیں مجھے۔۔۔میں نے کہا چھوڑیں۔۔آہ"۔۔۔۔

جبران اسے بیڈ پر پٹختا تو اسکے لفظ منہ میں ہی دب جاتے۔۔۔۔

"تم۔۔۔تم خاموشی سے اس وقت صرف میری طلب پوری کرو"۔۔۔

وہ اسے وارن کرتا اب اپنی سرٹ اتار رہا تھا۔۔۔

"یا اللہ۔۔۔میں کیا کرو۔۔۔میں۔۔میں کیسے انکو روکوں یہ تو ویسے بھی شراب کے نشے میں ہیں"۔۔۔۔

وہ دل میں کہتی بیڈ کی دوسری سائیڈ پر کھسک جاتی۔۔۔

جبران اپنی شرت اتار کر اب بیڈ پر آیا تھا۔۔۔پاکیزہ کی دور کھسکنے کی حرکت اسے سخت ناگوار گزری تھی۔۔۔وہ غصے سے اسکا بازو دبوچ کر اسے اپنی طرف کھینچ گیا تھا۔۔۔

"مجھ سے دور بھاگنے کی کوشیش مت کرو پاکیزہ۔۔۔اب یہ ممکن نہیں"۔۔۔۔

کہنے کے ساتھ ہی وہ اس پر جکتا اسکی کمر کر گرد سخت حسار بنا گیا تھا۔۔۔

"ورنہ میری دی ہوئی سزا تمہاری نازک جاان برداشت نہیں کر پائے گی"۔۔۔

وہ اسکے کان کی لوں کو لبوں سے چھو کر سرگوشی سے کہتا۔۔۔۔

"آ۔۔۔ آپ کی قربت سے بہتر سزا ہے۔۔۔ مجھے وہ ق قبول ہے"۔۔۔

پاکیزہ اسکے سینے پر دونوں ہاتھ ٹکا کر اسے خود سے دور کرتی ہمت سے بولی تھی۔۔۔

اسکے الفاظ سن کر پورے کمرے میں جبران کا جاندار کہکہہ گھنجا تھا۔۔۔

"اوہ پاکیزہ آفریدی۔۔۔ یہ نا ممکن ہے"۔۔۔

جبران ایک ہاتھ سے اسکے دونوں ہاتھ جکڑھ لیتا۔۔۔ پھر دوسرے ہاتھ سے اسکے چہرے پر آتی اسکے بالوں کی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتا۔۔۔۔

"کیونکہ میری جان۔۔۔ تمہاری سزا بھی میری بے انتہا قربت ہے"۔۔۔

اسکی بات پر پاکیزہ خود میں سمٹ جاتی۔۔۔۔

جبکہ جبران اب اس پر جک کر اسکے لبوں قید کر گیا تھا۔۔۔ وہ اپنے لمس اور شدت سے اسے خاموش کروا گیا تھا۔۔۔ آہستہ آہستہ وہ اس پر قابض ہو رہا تھا۔۔

پاکیزہ اپنی گردن سے اٹھتی تکلیف کو آنکھیں میچ کر برداشت کر رہی تھی۔۔۔

وہ سمجھ گئی تھی۔۔۔اب اسے طوائف کے درجے پر فائز ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔۔۔اگر وہ بیوی مان کر اپنے حقوق مانگتا تو وہ دے دیتی۔۔۔پر۔۔۔وہ اس سے نکاح کرنے کے بعد بھی اسے اپنے گھر طوائف کی حیثیت سے لایا تھا۔۔۔

اسکے لبوں نے ایک بار پھر اللہ کو پکارا تھا۔۔۔

وہ کیسی بدنصیب لڑکی تھی جو اپنی محبت کے ہاتھوں رسواں ہوتی اپنوں کے کیے گناہوں کی سزا بھگت رہی تھی۔۔۔

اچانک جبران کی پکڑ اس پر ہلکی ہوئی تھی۔۔۔وہ کسی احساس کے تحت اسکے بھاری چوڑے وجود کو خود سے دور دھکیلتی۔۔۔۔جیسے ہی اسکا رخ سیدھا ہوتا پاکیزہ بے ساختہ ہی سکون کا سانس بھرتی۔۔۔کیونکہ وہ سوچکا تھا۔۔۔۔

وہ تشکر سے دل میں اللہ کا شکر ادا کرتی۔۔۔پھر اسکے پاس سے اٹھ جاتی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"زوہان بھائی۔۔کہاں ہیں آپ۔۔۔اماں سائیں آپکو مہندی کی رسم کے لیے بولا رہی ہیں"۔۔۔

وہ کالے رنگ کے ستاری والے شرارے اور شرٹ میں تھی۔۔۔گلے میں اسنے پیلے سفید رنگ کا شیشوں والا دوپٹہ لیا ہوا تھا۔۔۔ہاتھوں میں موتیے اور گلابوں کے گجرے تھے۔۔۔جبکہ ماتھے اور کانوں میں بھی موتیے اور گلاب کی جیولری تھی۔۔۔

کالے بال کھولے تھے جن کو سٹیپ کٹینگ میں کاٹا گیا تھا۔۔۔اسکا چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔۔۔وہ سادگی میں بھی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

"زوہان بھائی"۔۔۔۔

وہ دوبارہ پکارتی تو زوہان کمرے کر دروازہ کھول کر باہر آجاتا۔۔۔

"کیا مسلہ ہے پاکیزہ۔۔۔کیوں سر کھا رہی ہو۔۔۔نیچے ہی آرہا تھا میں"۔۔۔۔

وہ باہر آتے ہی پکیزہ پر چڑ دوڑا تھا۔۔۔پاکیزہ کی آنکھیں ڈوبڈوبا جاتی۔۔۔آج کے دن اسنے بھائی کی ڈانٹ کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔۔۔

"س سوری بھائی۔۔۔میں بس اماں سائیں کے"۔۔۔

"بکواس بند کرو۔۔۔اور جاو یہاں سے۔۔۔میں آرہا ہوں"۔۔۔

زوہان اسکی بات بیچ میں کاٹ کر اسے یہاں سے جانے کا کہتا۔۔۔جس پر وہ چہرا جکا کر واپس باہر کی طرف چل پڑتی۔۔۔۔

چوہدری شجاعت افریدی کی دو اولادیں تھی۔۔۔زوہان افریدی اور پاکیزہ افریدی۔۔۔۔

انکو اپنے بیٹے سے بہت پیار تھا۔۔۔وہ جان وارتے تھے اس پر۔۔۔لیکن بیٹی کو وہ پسند نہیں کرتے تھے۔۔۔انکا ماننا تھا کہ بیٹیاں ہمیشہ گھر میں بدنامی لے کر آتی ہے۔۔۔۔بہت کوشیش کے باوجود بھی انکی بیوی انکی یہ سوچ نہیں بدل پائی تھیں۔۔۔

گھر میں پاکیزہ کو صرف اسکی اماں سائیں ہی پیار کرتی تھی۔۔۔ورنہ باقی سب تو صرف ڈانٹتے ہی تھے۔۔۔

زوہان کی شادی دوسرے اعلاقے کے چوہدری رحمان قازی کی بیٹی کے ساتھ ہو رہی تھی۔۔۔۔عروسہ قازمی۔۔۔

انکی بھی دو اولادیں تھی۔۔۔عروسہ قازمی اور جبران قازمی۔۔۔۔

چوہدری رحمان قازمی اپنے دونوں بچوں سے ہی بہت پیار کرتے تھے۔۔۔انکے بچے چھوٹے تھے جب انکی بیوی کا انتقام ہو گیا تھا۔۔۔اس لیے وہ خود ہی اپنے بچوں کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دیتے تھے۔۔۔

جبران قازمی بلکل اپنے باپ کی شعبی تھا۔۔۔جبکہ عروسہ قازمی اپنی ماں کی طرح سانولی مگر خوبصورت نقوش کی مالک تھی۔۔۔۔

زوہان کو عروسہ کے سانولے رنگ کی وجہ سے اس رشتے سے اعتراض تھا۔۔۔جس پر چوہدری شجاعت نے اسے زمین جائیداد کی لالچ پر بہت مشکل منایا تھا۔۔۔۔

کیونکہ چوہدری رحمان قازمی چوہدری شجاعت آفریدی سے زیادہ امیر تھے۔۔۔چوہدری شجاعت آفریدی نے انکی سانولی بیٹی کا رشتہ بھی صرف زمین جائیداد کی وجہ سے ہی مانگا تھا۔۔۔۔

آج زوہان کی مہندی تھی جس پر پورے علاقے کے لوگ انکی حویلی میں اکٹھے تھے۔۔۔

وہ اداس چہرے کے ساتھ اپنی اماں سائیں کے پاس آکر کھڑی ہو جاتی۔۔۔اماں سائیں جو مہمانوں سے باتیں کر رہی تھی پاکیزہ کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر اسکی طرف متوجہ ہوتی۔۔۔

"کیا ہوا پاکیزہ"۔۔۔

انکے پوچھنے پر وہ اپنی ڈوبڈوبائی آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھتی۔۔۔پھر جلدی سے مسکرا دیتی۔۔۔

"ک کچھ نہیں اماں سائیں۔۔۔آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا بس۔۔۔اور وہ بھائی آرہے ہیں مینے انہیں آپکا پیغام دے دیا تھا"۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر کہہ رہی تھی۔۔۔اسکی اس معصومیت پر عریج بیگم کا دل کیا سامنے کھڑی اپنی نازک جان بیٹی کو اپنے دل میں کہیں چھپالیں۔۔۔کہ پھر اسے کوئی دکھ نا دیکھنے کو ملے۔۔۔۔بچپن

سے ہی اسنے خود پر نفرت جیلی تھی۔۔۔ کبھی باپ اور کبھی بھائی کی۔۔۔ صرف اماں سائیں ہی تھی جو اس سے پیار کرتی تھیں۔۔۔ وہ بچاری تو اپنا قصور بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔

عریج بیگم کیا بتاتی کہ اسکا قصور ہی بیٹی پیدا ہونا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی زوہان آگیا تھا۔۔۔ پھر مہندی کی رسم شروع ہوگئی تھی۔۔۔۔

سب لوگ زوہان کو مہندی لگا رہے تھے۔۔۔ پاکیزہ اپنی دوست نائلہ کے ساتھ ایک سائیڈ پر مہمانوں کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

نائلہ سٹیج سے نظر ہٹا کر پاکیزہ کو دیکھتی۔۔۔ جو رات کی تاریکی میں اپنی سادگی کے باوجود چاند کی مانند چمک رہی تھی۔۔۔

"پاکی۔۔۔ یار تم بھی جاو اپنے بھائی کو مہندی لگاو۔۔۔ پ0

آخر وہ تمہارا اکلوتا بھائی ہے"۔۔۔۔

نائلہ کی بات پر پاکیزہ کسی سوچ سے نکل کر اسے دیکھتی۔۔۔۔

"سنو لڑکی۔۔۔ تم آج کے دن اپنے منحوس سائے کو میرے بیٹے سے دور رکھنا۔۔۔ اور خاص کر کہ اپنے ہاتھوں سے میرے بیٹے کی شگن کی مہندی کو مت چھونا"۔۔۔۔

پاکیزہ کو آج صبح کی اپنے بابا سائیں کی بات یاد آتی۔۔۔ جیسے یاد کر کہ اسکی آنکھیں نم ہو جاتی۔۔۔

"ن نہیں اصل میں مجھے مہندی سے الرجی ہے۔۔۔اس لیے میں بھائی کو مہندی نہیں لگا سکتی"۔۔۔

وہ ہنس کر کہتی جس پر نائلہ بھی ہنس کر سر جھٹکتی۔۔۔وہ بچپن سے پاکیزہ کی اچھی دوست تھی۔۔۔پاکیزہ کے نا بتانے پر بھی وہ سب جان لیتی تھی۔۔۔پر پھر بھی اسکی جھوٹی مسکان کا بھرم رکھ لیتی تھی۔۔۔

آج بارات تھی۔۔۔سب لوگ بارات کے لیے تیار تھے۔۔۔چوہدری شجاعت افریدی اپنی بیگم کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔

"آج اپنی بیٹی کو بھی بولا لینا۔۔۔وہ ہمارے ساتھ گاڑی میں جائے گی"۔۔۔

چوہدری صاحب کی بات سن کر عریج بیگم حیرت اور بے یقینی سے انہیں دیکھتی۔۔۔

"کیا۔۔۔آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔میرا مطلب آپ نے کہا تھا کہ پاکیزہ ساتھ نہیں جائے گی"۔۔۔

"ہاں کہا تھا۔۔۔پر اب مجبوری ہے۔۔۔سب جانتے ہیں یہ منحوس میری بیٹی ہے۔۔۔اس لیے اسکا وہاں ہونا ضروری ہے"۔۔۔

انکی بات پر عریج بیگم کو افسوس ہوا تھا۔۔۔

"ایسے مت کہا کریں سائیں۔۔۔وہ آپکی بیٹی ہے"۔۔۔

اپنی بیگم کی بات پر وہ دانت بینچ لیتے۔۔۔

"یہی تو دکھ ہے۔۔۔میں تو اسی وقت اس بدنامی کو مار دیتا جس دن مجھے پتا چلا تھا کہ میرے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے۔۔۔لیکن پھر صرف تم پر ترس کھا کر مینے ایسے زندہ رہنے دیا"۔۔۔

چوہدری صاحب کی بات پر انہیں بیس سال پہلے کا وہ دن یاد آیا جب پاکیزہ پیدا ہوئی تھی۔۔

‘‘‘

"چوہدری صاحب خدا کے لیے میری بچی کو چھوڑ دیں۔۔۔میں۔۔میں ایسے چھپالوں گی۔۔۔کبھی آپکے سامنے نہیں لاوگی۔۔۔خدارہ میری بچی چھوڑ دیں اسکی جان بخش دیں۔۔۔۔یہ میرے جڑے ہاتھ دیکھے چوہدری صاحب۔۔۔میں نے کبھی آپسے کچھ نہیں مانگا۔۔۔آج مانگ رہی ہوں۔۔۔میری بچی مجھے دے دیں"۔۔۔

وہ انکے سامنے گڑگڑا رہی تھی۔۔۔چوہدری صاحب جبڑے بینچے کبھی اپنی بیوی کو دیکھتے اور کبھی اپنے ہاتھوں میں اٹھائی گلابی گڑیا کو۔۔۔۔جو اپنی کالی موٹی موٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس بچی کی آنکھوں میں نا جانے ایسا کیا تھا کہ انکا دل کچھ پل کے لیے نرم پڑا تھا۔۔۔لیکن پھر وہ اپنا سر جھٹک کر نفرت سے اسے عریج بیگم کو تھما دیتے۔۔۔۔

وہ اپنی بچی کو پاتے ہی اپنے سینے سے لگا گئی تھی۔۔۔

‘‘‘

وہ اپنے آنسو صاف کرتی پاکیزہ کے کمرے کی طرف قدم بڑا لیتی۔۔۔دروازے پر پہنچ کر وہ گہرا سانس بھرتی پھر اپنے منہ پر ہلکی سے مسکراہٹ سجا کر دروازہ کھولتی۔۔۔

وہ سفید رنگ کی شلوار قمیز میں اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔عریج بیگم دروازے پر ہلکی سی دستک دیتی جس پر پاکیزہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوتی بیڈ سے کھڑی ہو جاتی۔۔۔پھر اپنی اماں سائیں کو دیکھ کر سکون کا سانس لیتی۔۔۔

"اماں سائیں آپ۔۔۔یہاں"۔۔۔۔

وہ اب اپنا دوپٹا سیٹ کر کے لیتی ننگے پاوں اپنی اماں کی طرف قدم اٹھا رہی تھی۔۔۔عریج بیگم کی بے ساختہ نظر اسکے گلابی پیروں پر جاتی۔۔۔جس پیر پر وزن ڈال کر وہ قدم اٹھتی تھی وہ پاوں کچھ پل کے لیے سفید ہو جاتا تھا پھر جیسے ہی وہ اٹھاتی تھی وہ پھر سے گلابی ہو جاتا۔۔۔وہ اپنی بیٹی کے نازک سراپے کو دیکھتی ہوئی اب اسکا چہرا دیکھتی۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرا رہی تھی۔۔۔گال معمول کی طرح سرخ تھے۔۔۔اور لب۔۔۔لبوں کا رنگ خون چھلکاتا سرخ تھا۔۔۔وہ سادگی میں بھی بہت خوبصورت تھی۔۔۔۔

پر اسکا نصیب۔۔۔اس بات پر عریج بیگم کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔

"اللہ میری بچی کے نصیب اچھے کرنا۔۔۔اسے بے حد محبت کرنے والا شوہر عطاء کرنا۔۔۔جو۔۔جو اسکی تمام احساس کمتری کو ختم کر دے۔۔۔اور ملکہ بنا کر رکھے۔۔۔آمین ثم آمین"۔۔۔

وہ گیلی سانس اندر کھینچ کر اپنی آنکھیں صاف کرتی۔۔۔

"کیا ہوا اماں سائیں۔۔۔آپ۔۔۔آپ کیا سوچ کر اداس ہو رہی ہیں"۔۔۔

اب وہ انکے سامنے پریشانی سے کھڑی پوچھ رہی تھی۔۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی اسکا ماتھا چوم لیتی۔۔۔

"کچھ نہیں پاکی۔۔۔تم جاو اور جلدی سے تیار ہو جاو۔۔۔تمہارے بابا سائیں کا حکم ہے کہ تم بھی چلو گی"۔۔۔

اماں سائیں کی بات پر اسکا منہ کھل جاتا۔۔۔بے یقینی سے۔۔۔پھر وہ بے یقینی کھکھلاہٹ میں بدل جاتی۔۔۔

"کیا۔۔۔واوا قعی۔۔۔اماں سائیں"۔۔۔

وہ خوش ہوتی انکے گلے لگ جاتی۔۔۔

نکاح ہو چکا تھا۔۔۔بس اب رخستی کی تیاری چل رہی تھی جب زوہان سب سے معذرت کرتا سٹیج سے نیچے اتر آتا اور واشرومز والی سائیڈ پر آجاتا۔۔۔۔

اسے مسلسل کال آرہی تھی۔۔۔وہ اپنی شیروانی کی جیب سے فون نکالتا تو سکون کا نام جگمگا رہا تھا۔۔۔وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ فون اٹھالیتا۔۔۔

آگے سے کوئی غصے سے برس رہا تھا۔۔۔

"راحت ریلیکس یار۔۔۔ریلیکس۔۔۔یہ شادی صرف میں بابا سائیں کی وجہ سے کر رہا ہون۔۔۔سکون تو میرا تمہارے پاس ہے یار۔۔۔تمہارے اعلاوہ میں کیسے کسی کے ساتھ خوش رہ سکتا ہوں"۔۔۔

وہ بڑی دکت سے کہہ رہا تھا۔۔۔آگے سے پھر کچھ کہا گیا تھا۔۔۔

"آج کیسے۔۔۔آج میں نہیں آسکتا یار۔۔۔سمجھا کرو۔۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔۔اس کالی میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے یار"۔۔۔۔

"کیا کالی"۔۔۔

پیچھے سے بھاری آواز آئی تھی۔۔۔وہ گھبرا کر فوراً سے پلٹتا۔۔۔جہاں جبران قازمی اپنی وجاہت سمیت کھڑا ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

زوہان آفریدی فوراً سے فون بند کر کے واپس جیب میں رکھتا۔۔۔

"وہ۔۔۔وہ کالی شلوار قمیض کی بات کر رہا تھا۔۔میرا ملازم کل کے لیے میری کالی شلوار قمیض کا کہہ رہا تھا جس مین نے اسے کہا کہ مجھے کالی میں کوئی انٹرسٹ نہیں"۔۔۔۔

اسکی بات پر جبران بس سر ہلا دیتا۔۔۔لیکن ماتھے کے بل ویسے ہی تھے۔۔۔وہ ایک نظر میں اگلے بندھے کے اندر تک اترنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔اسے پہلی نظر میں ہی زوہان آفریدی کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔۔۔۔وہ یورپ میں تھا جب اسکے بابا سائیں نے اسکی بہن کا رشتہ کر دیا تھا۔۔۔یہ کہہ کر کہ لوگ اچھے ہیں پرکھے بھالے ہیں۔۔۔

"ہم ٹھیک ہے۔۔۔اب چلیں رخستی کا وقت ہو رہا ہے"۔۔۔

خبران قازمی کے سپارٹ لہجے پر وہ سر ہلاتا آگے بھڑتا کہ۔۔۔

"زوہان آفریدی۔۔۔میری کی آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں آنا چاہیے۔۔۔وہ جبران قازمی کی بہن ہے جس کی جان اسکی بہن میں بستی ہے"۔۔۔

وارنگ دیتے لہجے پر زوہان اپنا حلق تر کرتا۔۔۔وہ ڈرتا نہیں تھا کسی سے پر سامنے والے کا روب و دبدبا اسے حلق تر کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

زوہان آفریدی خوشکل اوف نارمل قد کا مالک تھا۔۔۔جبکہ جبران قازی مغرور نقوش، چوڑی جسامت اور چھ فٹ سے نکلتا قد مالک تھا۔۔۔جس کی وجاہت اور تمکنت اگلے بندھے کو جکا دیتی تھی سب سے واضع اسکی شہد رنگ آنکھیں تھی جو سامنے والے کا اندر تک ایکسرا کرتی تھی۔۔۔8

زوہان بس اسبات میں سر ہلا تا اور وہاں سے نکل جاتا۔۔۔جبران وہی کھڑا گردن موڑ کر اسے جاتے دیکھتا رہا۔۔۔بابا سائیں کی تصلی کے باوجود اسے تصلی نہیں ہو رہی تھی۔۔۔وہ گہرا سانس بھر کر واپس ہال کی طرف بڑھ جاتا۔۔۔

پاکیزہ کو اپنی نئی بھابھی عروسہ بہت پیاری تھی۔۔۔وہ نازک سراپے والی خوبصورت نقوش والی لڑکی تھی۔۔۔جو سرخ لہنگے میں ہلکی جیولری اور ہلکے میک اپ کے ساتھ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

اسکا نکاح برائڈل روم میں ہی ہوا تھا۔۔۔ سٹیج پر ساتھ بیٹھانے کا رواج یہاں نہیں تھا۔۔۔

پاکیزہ مسٹرڈ رنگ کے لہنگہ کرتی میں تھی جس پر کہیں کہیں موتیوں کا ہلکا سا کام تھا۔۔۔اسنے مسٹرڈ لہنگے پر مہرون دوپٹا گلے میں لیا ہوا تھا۔۔۔بال کھلے تھے جبکہ چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیا ہوا تھا۔۔۔وہ بہت دل سے تیار ہوئی تھی۔۔۔اور ہمیشہ کی طرح بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

باہر سے پیغام آیا تھا کہ سب لڑکیاں کچھ دیر کے لیے باہر چلی جائیں کیونکہ عروصہ قازمی کے بھائی نے اس سے ملنے آنا تھا۔۔۔۔

سب باہر جا چکی تھی۔۔۔پاکیزہ بھی اٹھ کر جانے لگتی کہ عروسہ اسکا ہاتھ پکڑ کر روک لیتی۔۔۔

"تم بیٹھی رہو پاکیزہ۔۔۔میں تمہیں اپنے بھائی سے ملانا چاہتی ہوں"۔۔۔

عروسہ کی دیمی آواز میں کہی گئی بات پر پاکیزہ بوکھلا جاتی۔۔۔

"ن نہیں بھابھی سائیں۔۔۔آپ ان سے مل لیں میں باہر"۔۔

"پاکیزہ کو بہت اچھے ہیں۔۔۔وہ کچھ نہیں کہیں گے بیٹھ جاو"۔۔۔۔

اتنے عرصے میں عروسہ پاکیزہ کو اتنا تو جان گئی تھی کہ وہ بہت ڈرپوک اور معصوم تھی۔۔۔

جبران ہلکی سی دستک کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتا۔۔۔

بے ساختا دونوں نے نظر اٹھا کر جبران کو دیکھا تھا۔۔۔۔

سفید رنگ کی کلفت لگی شلوار قمیز پہنے سکین شال اڑھے اور سکین ہی پشاوری چپل پہنے وہ وجاہت کا شاہکار لل نظر آرہا تھا۔۔۔

جبران اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا جو سرخ لہنگے میں دلہن بنی بیٹھی تھی۔۔۔ناجانے کب اتنی بڑی ہوگئی تھی۔۔۔وہ جو کل تک اپنے گوڈا گوڈی کی شادی کرتی تھی اب خود اسکے قابل ہوگئی تھی۔۔۔۔وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

جبران نم آنکھوں سے مسکرتا پھرا سکی طرف قدم بڑھادیتا کہ۔۔۔اسکی نظر اب اسکے پہلو میں بیٹھی لڑکی پر گئی تھی۔۔۔جو سر جکائے اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔

عروسہ اسکی نظروں کا تعاقب کرتی۔۔۔پھر مسکرادیتی۔۔۔

"اس سے ملے بھائی جان۔۔۔یہ میری معصوم ڈرپوک سی نئ دوست۔۔۔پاکیزہ آفریدی"۔۔۔

جبران اسکا پورا تعارف سن کر اسے پہچان گیا تھا۔۔۔یہ ضرور زوہان آفریدی کی بہن ہو گی۔۔۔

"اسلام و علیکم"۔۔۔

پاکیزہ سر جھکائے ہی سلام کرتی۔۔۔اسکی اس ادا پر وہ مسکرا دیتا پھر سلام کا جواب دیتا۔۔۔بھاری مگر دیمی آواز میں جواب سن کر وہ ہمت سے سر اٹھا کر دیکھتی۔۔۔۔

وہ پوری شان سے کھڑا مسکراتا ہوا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔اسنے پہلی بار ایسا خوبرو مرد دیکھا تھا۔۔۔جس کی مسکراہٹ اتنی شفیق تھی۔۔۔اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

جبران اسکی کالی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ بار بار جھپک رہی تھی۔۔۔وہ نازک سی لڑکی پیاری تھی۔۔۔جبران نے ایک نظر میں مان لیا تھا۔۔۔

عروسہ اب اٹھ کر اپنے بھائی سے مل رہی تھی۔۔۔کچھ دیر بعد رخصتی ہو گئی تھی۔۔۔۔

گھر آتے ہی سب دلہن کو لیے اسکے کمرے میں چلے گئے تھے سوائے پاکیزہ کے۔۔۔کیونکہ بابا سائیں کا حکم تھا پاکیزہ زوہان کے کمرے میں نہیں جائے گی۔۔۔اس لیے پاکیزہ سیدھا اپنے روم میں آئی تھی۔۔۔اب وہ کپڑے تبدیل کر کے اپنے بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔۔۔اسے سچ میں اپنی نئی بھابھی بہت پسند آئی تھی۔۔وہ آنکھیں بند کرتی تو ایک خوروسا انسان اسکی آنکھوں کے پردے پر لہرا جاتا۔۔۔جسکی گھنی مونچھوں تلے لب مسکرا رہے تھے۔۔۔۔

پاکیزہ گھبرا کر آنکھیں کھول لیتی۔۔۔دھڑکنیں حد سے سوا ہو گئی تھی۔۔۔اسے اس آدمی کا خیال کیوں آیا۔۔۔وہ اسی کشمکش میں گھبراتی کب سو گئی اسے پتا ہی نا چلا۔۔۔۔۔

اگلے دن ولیمہ تھا۔۔۔سب آئے تھے۔۔۔آج کے دن بھی عروسہ بلو میکسی میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔زوہان بھی جھوٹی مسکراہٹ سجائے اسکے برابر کھڑا تھا۔۔۔وہ ساتھ میں پیارے لگ رہے تھے۔۔۔

پاکیزہ گرے رنگ کی کیپری اور لونگ شرٹ پر وائیٹ دوپٹا لیے ہوئے تھی۔۔۔آج بھی وہ ہلکا سا تیار ہوئے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

عروسہ کی فیملی بھی آگئی تھی۔۔۔جانے انجانے میں پاکیزہ کی نظر اسے تلاش کر رہی تھی جو نہیں آیا تھا۔۔۔۔

ولیمہ بھی بہت اچھے سے طے پا گیا تھا۔۔۔

زندگی واپس معمول پر شروع ہو گئی تھی۔۔۔

آج عروسہ اور زوہان کی شادی کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا۔۔۔عروسہ آہستہ آہستہ پاکیزہ کی زندگی سے واقف ہو گئی تھی۔۔۔۔اسے یہاں صرف اسکی اماں سائیں ہی پیار کرتی تھی۔۔۔باقی کوئی

نہیں۔۔۔جبکہ عروسہ بھی ایک بہن تھی۔۔۔اسے تو اسکے بھائی اور بابا سائیں بہت پیار کرتے تھے۔۔۔۔

اسے یہ سب بہت عجیب لگا تھا۔۔۔اب اسکے دل میں پاکیزہ کے لیے ہمدردی اور محبت اور بڑھ گئی تھی۔۔۔عروسہ پاکیزہ کے ساتھ اسکے کمرے میں بیٹھی تھی جب اسکے فون پر جبران قازمی کی وڈیو کال آتی۔۔۔

عروسہ کے چہرے پر مسکراہٹ آجاتی۔۔۔وہ جلدی سے کال اٹھا لیتی۔۔۔

"اوہ بھائی جان۔۔اتنے دنوں بعد آخر آپکو یاد آ ہی گئی اپنی گڑیا کی"۔۔۔

وہ خفگی سے کہتی جس پر دوسری طرف سے کہکہ گھنجا تھا۔۔۔۔

پاکیزہ جو الماری میں کپڑے رکھ رہی ہی اس کہکے پر اپنا دل تھام لیتی۔۔۔دھڑکنیں پھر سے شور مچانے لگ گئی تھی۔۔۔

وہ کپڑے وہی چھوڑ کر ڈریسنگ کی طرف جاتی کہ شاید وہاں سے اس شخص کا عکس نظر آجائے۔۔۔

"ہاں بھائی میں بہت خوش ہوں۔۔۔نہیں یہ میرا کمرا نہیں پاکیزہ کا ہے۔۔۔یہ دیکھیں پاکیزہ۔۔۔پاکیزہ جو چوری چوری سکرین دیکھنے کی کوشیش کر رہی تھی اچانک عروسہ کے سکرین سامنے کرنے پر وہی

شل ہو جاتی۔۔۔وہ تھری پیس سوٹ پہنے اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا تھا۔۔۔وہ جو اپنی ٹائی لوز کر رہا تھا اچانک سے اسے دیکھ کر اسکا ہاتھ وہی رک جاتا۔۔۔

وہ بلیک رنگ کے شورٹ کرتا کیپری میں سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔شل سی۔۔۔

اسکے بال کھلے تھے جبکہ دوپٹا کہیں نہیں تھا۔۔۔۔

دو منٹ لگے تھے دونوں سمبھلنے میں۔۔۔جبران نامحسوس انداز میں دوسری طرف دیکھنے لگ جاتا جبکہ پاکیزہ ایک منٹ میں وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔۔

عروسہ دونوں سے انجان۔۔۔نا سمجھی سے پاکیزہ کو واشروم میں بندھ ہوتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

"اب تم کب آو گے"۔۔۔

"تم کہو تو جاتا ہی نہیں ہوں"۔۔۔

راحت زوہان کے سینے پر سر رکھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔دونوں اس وقت کنفرٹر میں تھے۔۔۔

"نہیں تم جاو۔۔۔۔اور مجھے بھی اس کوٹھے سے آزاد کروالو"۔۔۔

راحت اب اسکے سینے سے اٹھ کر اپنے گرد سفید چادر لپیٹتی۔۔۔اور بیڈ سے نیچے ٹانگے لٹکا کر بیٹھ جاتی۔۔۔۔زوہان بھی اٹھ کر بیٹھتا پھر اسے دیکھتا۔۔۔۔

"ہاں تم بس کچھ وقت اور انتظار کرو۔۔۔میں اس لڑکی عروسہ کا کچھ کرلوں پھر"۔۔۔۔

"پھر کیا۔۔۔اسے مار دیتے ہیں"۔۔۔

راحت کی بات پر زوہان کی آنکھیں کھل جاتی۔۔۔

"تم پاگل ہو۔۔۔ایسے کیسے۔۔۔گھر میں سب اسکی طرف ہیں۔۔۔سب اسکا خیال رکھتے ہیں"۔۔۔

زوہان کی بات پر راحت سر جھٹکتی۔۔۔

"تو ہم اسے باہر مار دیں گے"۔۔۔

راحت کی بات پر زوہان ناسمجھی سے اسے دیکھتا۔۔۔۔

اچانک دروازے پر دستک ہوتی۔۔۔راحت کے چہرے پر کمینگی سی مسکراہٹ آجاتی۔۔۔۔وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتی پھر ویسے ہی چلتی دروازے کے پاس جاتی اور دروازہ کھول دیتی۔۔۔۔

سامنے عروسہ تھی۔۔۔

عروسہ سامنے کھڑی برہنہ حال میں سفید چادر لپیٹے لڑکی سے نظر ہٹا پر بیڈ پر دیکھتی۔۔۔جہاں اسکا شوہر شرٹ کے بغیر بیٹھا تھا۔۔۔۔

زوہان کا منہ کھل جاتا۔۔۔اسے راحت سے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔۔۔

"آو اندر آو"۔۔۔

راحت طنز سے کہتی۔۔۔ عروسہ بے یقینی سے زوہان کو دیکھتی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ شہر کا کہہ کر روز یہاں کوٹھے پر آتے تھے"۔۔۔

وہ تکلیف سے بولی تھی۔۔۔ زوہان اب بیڈ سے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔

"م مجھ میں کیا کمی تھی زوہان سائیں۔۔۔ جو آپ اس طوائف۔۔۔۔" وہ آگے کچھ بول نہیں سکی تھی۔۔۔

"عروسہ میری بات سنو"۔۔۔

زوہان کچھ کہتا ہوا اسکی طرف بڑھ رہا تھا جب وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ کرا دیتی۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میں کچھ نہیں سنو وگی۔۔۔۔ بلکہ۔۔۔ میں۔۔۔ میں آپکا اپنے بھائی جان کو بتاو گی"۔۔۔

وہ اب روتی ہوئی چیخی تھی۔۔۔ وہ کمرے کے باہر ہی کھڑی بول رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے باقی لوگ بھی اپنے گناہوں سمیت کمرے سے باہر آ رہے تھے۔۔۔

اسے اس ماحول سے گھٹن ہو رہی تھی۔۔۔۔ اس سے پہلے زوہان اس تک پہنچتا وہ وہاں سے بھاگ جاتی۔۔۔

"یہ تم نے کیا کیا راحت"۔۔۔

اب وہ راحت پر چیخ رہا تھا جو بس مسکرائے جا رہی تھی۔۔۔

"دیکھ کیا رہے ہو چوہدری صاحب۔۔۔وہ تمہاری اصلیت سب کو بتا دے گی۔۔۔کیا عزت رہے گی تمہاری"۔۔۔

راحت کی بات پر وہ اپنی شرٹ پہنتا ساتھ ہی چابی والٹ اور گن اٹھا کر سرپٹ عروسہ کے پیچھے دوڑا تھا۔۔۔۔

"ہیلو۔۔۔ہلیوب بھائی جان"۔۔۔

وہ روتی ہوئی بھاگتی جا رہی تھی جب اچانک سے اسکے فون پر جبران قازمی کی کال آتی۔۔۔۔

"کیا ہوا عروسہ تم ٹھیک ہو۔۔۔میرا دل گھبرا رہا تمہیں یاد کر کے"۔۔۔۔

عروسہ کی بات سنے بغیر وہ بولا تھا۔۔۔

"نہیں بھائی۔۔۔میں ٹھیک نہیں۔۔۔وہ۔۔وہ یہاں کوئی اچھا نہیں ہے۔۔۔وہ طوائف کے ساتھ ایک بستر پر تھے۔۔۔۔میں یہاں کوٹھے پر۔۔۔"

"کیا کہہ رہی ہو عروسہ۔۔۔تم کوٹھے پر کیا کر رہی ہو۔۔۔اور کس کی بات کر رہی ہو"۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا دھاڑا تھا۔۔۔

"زوہان سائیں یہاں کوٹھے پر۔۔۔طوائف کے ساتھ۔۔آہ وہ"۔۔۔

عروسہ کی بات پر وہ مٹھیاں بینچ لیتا کہ اسکی چیخ کی آواز آتی۔۔۔۔

"کیاہوا عروسہ۔۔۔عروسہ"۔۔

"بھائی بھائی ی ی۔۔مجھے بچالیں ں۔۔۔م۔۔م۔۔۔میں مرنا۔۔نہیں۔۔۔چاہتی ی۔۔م میرا بچاااا"۔۔۔۔

'ٹھاااا'۔۔۔ایک بار پھر گولی کی آواز آئی تھی۔۔۔جسکے ساتھ ہی دوسری طرف خاموشی پھیل جاتی۔۔۔

"عروسہ ہہ"۔۔۔۔

وہ چیخا تھا۔۔۔۔آگے سے کال کٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

"قیامت خود بتائے گی۔۔۔۔قیامت کیوں ضروری تھی"۔۔۔

'شور'۔۔۔۔

'چیخو پکار'۔۔۔۔

'ایمبولینس کی آوازیں'۔۔۔۔

'تیز تیز چلتے بوٹوں کی آوازیں'۔۔۔۔

'اندھیرہ اور بس اندھیرہ'۔۔۔۔

"ق قبول ہے"۔۔۔۔

وہ کامنپتی آواز میں تیسری بار بولی تھی۔۔۔۔

عروسہ کی موت کا قتل زوہان نے کیا تھا ایک طوائف کے پیچھے۔۔۔یہ ثابت ہو گیا تھا۔۔۔چوہدری شجاعت آفریدی اپنے بیٹے کے بدلے ساری زمین جائیداد دینے کو تیار تھے۔۔۔مگر جبران کا کہنا تھا اسے صرف زوہان کی موت چاہیئے۔۔۔۔پنچائیت میں ایک طوفان آیا ہوا تھا۔۔۔زوہان کو چوہدری شجاعت نے چھپالیا تھا۔۔۔جبران زخمی شیر کی طرح خطرناک بن گیا تھا۔۔۔۔

چوہدری شجاعت اپنے بیٹے کے بدلے خون بہا میں اب اپنی بیٹی کو پیش کر گئے تھے۔۔۔جس پر پورے ماحول میں سکوت پھیل جاتا۔۔۔۔

"ہاں۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔میں خون بہا میں تمہاری بیٹی کو لینے پر تیار ہو۔۔۔۔مگر۔۔۔۔وہ میرے ساتھ طوائف کی حیثیت سے جائے گی"۔۔۔۔

جبران نے نا جانے کیا سوچ کر کہا تھا۔۔۔یہ سن کر چوہدری شجاعت کا منہ کچھ پل کے لیے سرخ ہوا تھا۔۔۔پر پھر وہ بڑی بے غیرتی سے یہ شرط مان گیا تھا۔۔۔

جبران اتنے تیش کے باوجود بھی حیران ہوا تھا چوہدری کی اس درجے بے غیرتی پر۔۔۔۔

چوہدری رحمان قازمی جو اپنی بیٹی کے دکھ میں بلکل خاموش تھے اپنے بیٹے کی بات پر حیران ہوئے تھے۔۔۔

"اگر وہ بے حیا ہے تو تم کیوں بن رہے ہو جبران"۔۔۔

"بابا سائیں مجھے خون بہا میں زوہان چاہیے یا پھر اسکی بہن طوائف کی حیثیت سے"۔۔۔

وہ دوٹوک بولا تھا۔۔۔چوہدری رحمان قازمی اپنے لب بینچ گئے تھے۔۔۔۔

"تمہیں ابھی کچھ دیر تک زوہان آفریدی کی بہن مل جائے گی طوائف کی حیثیت سے۔۔۔اس لیے زوہان آفریدی کو تم اب کچھ نہیں کہو گے"۔۔۔۔

چوہدری شجاعت آفریدی کے الفاظ بہت گھٹیا تھے۔۔۔سب لوگ جانتے تھے وہ بیٹیوں کو پسند نہیں کرتا۔۔۔پر اس حد تک۔۔۔یہ کسی نے نہیں سوچا تھا۔۔۔۔

پنچائیت میں یہ فیصلہ طے پا گیا تھا۔۔۔

انکے گھر آکر سب بتانے پر عریج بیگم اپنے دل پر ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔

وہ بہت لڑکی تھی چوہدری صاحب سے۔۔۔وہ نہیں مان رہی تھی۔۔۔اسی وقت کچھ گرنے کی آواز آئی تھی۔۔۔انہوں نے دروازے کو دیکھا گو وہاں پاکیزہ کھڑی تھی۔۔۔

نیلے رنگ کے ڈھیلے ڈالے سوٹ پر سفید دوپٹا اڑھے۔۔وہ اپنے بابا سائیں کے الفاظ سن کر شل ہو گئی تھی۔۔۔

چوہدری شجاعت اب خود اسکی طرف بڑھے تھے۔۔۔

"چلو میرے ساتھ"۔۔۔

وہ حاکمیت سے بولے تھے۔۔۔۔

"نہیں وہ نہیں جائے گی"۔۔۔

پیچھے سے عریج بیگم چیخی تھی۔۔۔

"وہ میری بھی بیٹی ہے"۔۔۔

افسوس اعتراف کیا بھی تو کب۔۔۔پاکیزہ سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔

"پاکیزہ۔۔۔تمہارا باپ ہونے کے ناتے میں یہ فیصلہ کر چکا ہوں۔۔۔صرف تمہارے بھائی کو بچانے کے لیے۔۔۔تم بچاؤ گی نا اپنے بھائی کو۔۔۔"۔۔۔

وہ پہلی بار نرمی سے بولے تھے۔۔۔افسوس۔۔۔کس موقعے پر۔۔۔۔وہ ناچاہتے ہوئے بھی سیسک کر سر جھکا گئی تھی۔۔۔

عریج بیگم وہی دل پر ہاتھ رکھ کر گر گئی تھی۔۔۔

پاکیزہ انکی طرف بھاگنا چاہتی تھی پر چوہدری صاحب سے لیے باہر نکل گئے تھے جبکہ پیچھے ملازمائیں عریج بیگم کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔

پاکیزہ کو واپس عریج بیگم کی طرف بار بار مڑ تا دیکھ کر چوہدری صاحب نے اسکا ہاتھ سختی سے دبوچا تھا۔۔۔پاکیزہ آنسوؤں بھری آنکھوں سے انہیں دیکھتی۔۔۔

"بابا سائیں۔۔۔خدا میرا ابھی ہے"۔۔۔

یہ آخری الفاظ تھے جو اسنے اپنے باپ سے بولے تھے۔۔۔

پنچائیت پر پہنچ کر انہیں کچھ نیا ہی سننے کو ملا۔۔۔

"پہلے پاکیزہ آفریدی اور جبران قازمی کا نکاح ہو گا۔۔۔پھر وہ جبران قازمی کے ساتھ جائے گی۔۔۔ایک طوائف کی حیثیت سے"۔۔۔۔

یہ نکاح کا فیصلہ چوہدری رحمان کا تھا۔۔۔جس پر جبران بہت مشکل مانا تھا۔۔۔لیکن حیثیت اسکی صرف طوائف کی رہے گی۔۔۔یہ طے تھا۔۔۔۔

نکاح کے بعد وہ جبران قازمی کے ہمراہ اسے گھر آگئی تھی۔۔۔

اسنے یہ کبھی نہیں سوچا تھا کہ ایک دن یہ سب بھی ہو گا اسکے ساتھ۔۔۔۔اسکا قصور کیا تھا۔۔۔۔

وہ سوچ ہی رہی تھی کہ جبران نے اسے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر دھکا دیا تھا۔۔۔وہ ٹوٹی ڈھال کی طرح زمین پر جا کر گری تھی۔۔۔

"تم ایک طوائف ہو پاکیزہ آفریدی۔۔۔۔اپنے بھائی کے ہر گناہ کا بدلہ اب تم ادا کرو گی"۔۔۔

وہ اسکا روتا ہوا چہرہ دیکھ کر دھاڑا تھا۔۔۔پاکیزہ بس اس انسان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جس کی ایک مسکراہٹ پر وہ اپنا دل ہار گئی تھی۔۔۔۔

آج دوسری ملاقات پر وہ کیسے اسکے سامنے آیا تھا۔۔۔حلاتوں نے انہیں کہاں لا کر ملایا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ صوفے پر بیٹھی بیڈ پر سوئے ہوئے جبران کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔آج تو وہ بچ گئی۔۔۔لیکن کل۔۔۔پرسوں۔۔۔یا پھر کبھی۔۔۔۔وہ کیسے خود کو بچائے گی۔۔۔

کاش جب وہ پیدا ہوئی تھی تب ہی اسکے بابا سائیں اسے نا چھوڑتے بلکہ مار ہی دیتے۔۔۔۔تو آج وہ یہ دن تو نا دیکھتی۔۔۔

"بھابھی سائیں۔۔۔۔کاش آپ کے ساتھ وہ سب نا ہوا ہوتا۔۔۔آپ ہمارے ساتھ ہوتی۔۔۔میرے ساتھ ہوتی"۔۔۔

عروسہ کی موت کا دکھ پاکیزہ کو بھی بہت تھا۔۔۔

اگلے دن صبح صبح ہی جبران کی انکھ کھل گئی تھی۔۔۔وہ اپنے دکھتے سر کو تھام کر اٹھ بیٹھتا۔۔۔

کسی احساس کے تحت وہ ڈریسنگ کی طرف دیکھتا۔۔۔جہاں پاکیزہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنی گردن پر لوشن لگا رہی تھی۔۔۔

اسے فوراً اپنی بہن کا خیال آتا جیسے مرے ابھی ایک ہفتہ نہیں ہوا تھا۔۔۔دل میں ٹیس سی اٹھی تھی۔۔۔

وہ بیڈ سے اترتا تیز قدم چلتا اسکے پاس پہنچ جاتا۔۔۔۔

پاکیزہ ڈر کر پلٹتی تو وہ اسے کندھوں سے تھام کر جنجوڑ دیتا۔۔۔

میری بہن کو مرے ابھی ایک ہفتہ نہیں ہوا اور تم یہاں کھڑی میک اپ کر رہی ہو۔۔۔اسکی گرفت مزید سخت ہوئی تھی۔۔۔

"آہ۔۔۔میں۔۔میں میک اپ نہیں"۔۔۔۔۔

"تو پھر کیا کر رہی تھی"۔۔۔

"س سی ی"۔۔

اب اسنے اسکا کندھا چھوڑ کر اسکے گلے کو دبوچا تھا۔۔۔جس کے ساتھ ہی تکلیف سے اسکی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔۔۔لب بے ساختہ سیسکے تھے۔۔۔

جبران چونک کر اپنا ہاتھ ہٹاتا اور اسکی گردن کو دیکھتا۔۔۔

جہاں سفید رنگ کی گردن پر جگہ جگہ نیلے نشان واضع تھے۔۔۔وہ ناسمجھی سے ان نشانوں کو دیکھتا۔۔۔پھر اسکی آنکھوں میں۔۔۔اسکی آنکھوں کی نمی کل رات کا سارا منظر بیان کر گئی تھی۔۔۔

وہ جھٹکے سے اس سے دور ہوتا اور بے چینی سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا۔۔۔اسنے یہ سب انجانے میں کیا تھا۔۔۔کچھ منٹ لگے تھے اسے خود کو کمپوز کرنے میں۔۔۔

پاکیزہ اپنے لب دبائے تکلیف برداشت کر رہی تھی۔۔۔

جبران منہ پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کرتا واپس اسکی طرف پلٹا تھا۔۔۔

وہ اسکے پلٹنے پر ہی کامپ گئی تھی۔۔۔نا جانے اب وہ کیا کرے گا۔۔۔۔

جبران کو وہ لڑکی حد سے زیادہ نازک لگی تھی۔۔۔مگر ایسا نہیں تھا۔۔۔اگر وہ نازک ہوتی تو اب تک مر چکی ہوتی۔۔۔

جبران قازمی ابھی خود نہیں جانتا تھا کہ اس نازک جان نے کئی لوگوں کی نفرتیں، حکارتیں برداشت کی تھی۔۔۔۔مرنا ہوتا تو وہ تب مرتی جب اسکے باپ نے اسے دھتکارا تھا۔۔۔جب اسکے بھائی نے اسے منحوس ٹھہرایا تھا۔۔۔۔

وہ اب کندھے سے اپنی قمیز سہی کر رہی تھی۔۔۔

جبران اسکا سر تا پاؤں جائزہ لیتا۔۔۔پھر اسکی طرف قدم بڑھاتا۔۔۔اب اسکی آنکھوں میں سپارٹ پن تھا۔۔۔

"ابھی یہ شروعات ہے پاکیزہ آفریدی۔۔۔تم بس دیکھتی جاو۔۔۔آگے میں تمہارے ساتھ کیا کیا کروں گا۔۔۔میں تمہیں اس مقام پر کھڑا کر دوں گا کہ"۔۔۔

تیش سے اسکی آنکھیں مزید سرخ ہوئی گئی تھی۔۔۔

"کہ تم مرنے کے لیے ترسو گی۔۔۔میرے سامنے گڑگڑاو گی"۔۔۔

اسکے الفاظ سن کر وہ بھیگی آنکھیں اٹھا کر اسکا چہرہ دیکھتی۔۔۔

کتنا ظالم تھا یہ انسان۔۔۔یہ بھی باقی مردوں کی طرح نکلا تھا۔۔۔نا جانے کیوں وہ اسکی شفیق مسکراہٹ سے دھوکا کھا گئی تھی۔۔۔

جبران اسے مسلسل مورت بنا دیکھ کر فریش ہونے کے لیے باتھ روم میں گھس جاتا۔۔۔۔

وہ اپنے آنسوؤں کا گلا گھونٹ کر واپس شیشے میں اپنا عکس دیکھتی۔۔۔جہاں ٹھوڑی سے کچھ نیچے سے لے کر کندھے تک نیلے نشان پڑے تھے۔۔۔۔

آنسو ایک بر پھر آنکھوں کی باڑ توڑ کر باہر آ گئے تھے۔۔۔۔

"بابا سائیں۔۔۔آپکا یہ ظلم میں کبھی نہیں بھولوں گی۔۔۔آپ نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے م۔۔۔مجھے بیچ دیا۔۔۔مجھے طوائف۔۔۔طوائف بنا کر بھیج دیا"۔۔۔۔

وہ اب اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔۔۔

"بابا سائیں۔۔۔ خدا میرا ابھی ہے۔۔۔ خدا۔۔۔ میرا۔۔۔۔ بابا سائیں۔۔۔ بابا سائیں۔۔۔ خدا میرا ابھی ہے"۔۔۔

وہ ایک دم سے ہانپتے ہوئے اٹھ بیٹھے تھے۔۔۔ پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔۔ وہ آس پاس دیکھتے۔۔۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھے۔۔۔ عریج بیگم وہاں نہیں تھی۔۔۔۔ باہر فجر کی آزانے ہو رہی تھیں شاید وہ وضو کرنے کے لیے گئ تھی۔۔۔

وہ دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے۔۔۔

پاکیزہ کو گھر سے گئے دو دن ہو گئے تھے۔۔۔ وہ جب سے گئ تھی اسکے آخری الفاظ چوہدری شجاعت آفریدی کے کانوں میں کیسی صور کی طرح پھونکے جا رہے تھے۔۔۔ وہ بے سکون تھے۔۔۔ نا کچھ کھا پا رہے تھے نا سو پا رہے تھے۔۔۔ بس عجیب سی کیفیت مین نڈھال تھے۔۔۔

زوہان آفریدی پنچایت کے فیصلہ سنانے کے بعد وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ بلکہ ملک سے ہی غائب ہو گیا تھا۔۔۔

"میری معصوم بچی۔۔۔ اللہ رحم فرما۔۔۔ میری معصوم بچی پر رحم فرما۔۔۔۔ اسنے پوری عمر اپنے باپ, بھائی کی نفرتیں برداشت کی ہیں۔۔۔ اور اب پھر۔۔۔ پھر وہ نئ آزمائش میں پھنس گئ۔۔۔ آزمائش بھی ایسی کہ"۔۔۔

وہ سیسک گئی تھیں۔۔۔۔۔

"اللہ وہ پاکیزہ ہے۔۔۔ بلکل پاک۔۔۔پاکیزہ لڑکی۔۔۔۔اسکی پاکیزگی کی لاج رکھیے گا"۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"پاکیزہ کہاں ہے"۔۔۔۔

چوہدری رحمان قازمی جبران قازمی کے ہمراہ ڈائنگ ٹیبل کے گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔۔جبران سلام کرتا انکے ساتھ آکر بیٹھ گیا تھا اب وہ اپنی پلیٹ میں کھانا نکال رہا تھا۔۔۔۔

"پتا نہیں"۔۔۔

وہ سپارٹ تاثرات کے ساتھ کہتا اب کھانا شروع کر گیا تھا۔۔۔چوہدری رحمان قازمی ناپسندیدگی سے اسے دیکھتے۔۔۔۔

"وہ بچاری کل سے بھوکی ہے۔۔۔احساس ہے تمہیں"۔۔۔

"وہ بچاری نہیں ہے"۔۔۔

چوہدری صاحب کی بات پر اسکا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔

"اچھا۔۔۔تو بتاؤ کیا قصور ہے اسکا"۔۔۔

اب چوہدری صاحب کے لہجے میں بھی سختی آگئی تھی۔۔۔

"وہ اس گھٹیا انسان کی بہن ہے جسنے میری بہن کی جان لی"۔۔۔

وہ اپنا چمچ پلیٹ میں پٹخ کر غصے سے چلایا تھا۔۔غصے سے اسکے ماتھے اور گردن کی رگیں پھول گئی تھی۔۔۔

"اسکے بھائی کے حصے کی سزا تم ایسے کیوں دے رہے ہو۔۔۔یہ تو ہمارا معاشرہ گھٹیا ہے جو اپنے گناہوں کی سزا اپنی ماں بہن کو بگھتنے کے لیے بھیج دیتے ہیں۔۔۔خون بہا کے نام پر نا جانے کتنے معصوموں کی زندگیاں خراب کرتے ہیں۔۔۔اور گناہ گار ویسے ہی آوارہ پھرتے ہیں اور کسی دوسرے انسان کی زندگی خراب کرتے ہیں۔۔۔اگر تم اس بدلہ اسکی بہن سے لوگے ناں۔۔تو تم میں اور اسمیں کوئی فرق نہیں رہے گا۔۔۔اسنے تمہاری معصوم بہن کی زندگی خراب کی اور تم اسکی بہن کی خراب کرنے جا رہے ہو"۔۔۔

اپنے باپ کی لفظوں پر وہ خاموش ہو گیا تھا۔۔۔شرمندگی سے نہیں بلکہ ضبط سے۔۔۔چوہدری رحمان کو لگا اوہ سمجھ رہا ہے۔۔۔سو وہ سکون کا سانس لیتے پھر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے۔۔۔

"بے شک ہمارا دکھ بہت بڑا ہے بیٹا۔۔۔لیکن اس میں اس بچی کا قصور نہیں جو خون بہا میں آگئی ہے۔۔۔تم اسکے ساتھ زیادتی نا کرو اس لیے مینے اپنی طرف سے کوشیش کر کہ تمہارا نکاہ کرا دیا ہے اسکے ساتھ"۔۔۔۔

اپنے باپ کی سوچ پر وہ حیران رہ گیا تھا۔۔۔کیسا باپ تھا اسکا جو دشمن کی بیٹی سے نرم رویہ رکھنے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

اسکے بولنے کا کچھ فائدہ نہیں تھا۔۔۔سو وہ خاموش رہا۔۔۔جب چوہدری صاحب اپنی بات کر کے فارغ ہوئے تھے تو وہ اسبات میں سر ہلاتا وہاں سے اٹھ جاتا۔۔۔کیونکہ باتوں کے دوران ہی اسنے تھوڑا ابہت کھالیا تھا۔۔۔اسے اٹھتا دیکھ کر چوہدری صاحب کو لگا وہ پاکیزہ کو کھانے کے لیے بلانے جارہا ہے۔۔۔سو وہ متمعین ہوتے دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو جاتے۔۔۔

آج چوہدری شجاعت آفریدی اور انکی بیوی اکیلے ہی ڈائینگ ٹیبل کے گرد پڑی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔۔۔

کھانا ویسے ہی سامنے بڑا ٹھنڈا ہو رہا تھا۔۔۔دونوں میں سے کسی کا بھی کچھ کھانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔۔۔پاکیزہ سے لاکھ نفرت ہونے کے باوجود بھی گھر میں رونک اسی کے دم سے تھی۔۔۔

‘‘‘

"اماں سائیں۔۔۔بابا سائیں میرے ہاتھ کا بنا پلاو کتنے مزے سے کھا رہے ہیں"۔۔۔

پاکیزہ اپنی اماں سائیں کے کان کے پاس جک کر سرگوشی میں کہتی کھکھلا گئی تھی۔۔۔اسکی آواز سامنے بیٹھے زوہان نے بہت آسانی سے سنی تھی۔۔۔

"یکھ ھ۔۔۔۔یہ پلاو کس نے بنایا ہے"۔۔۔۔

زوہان آفریدی ڈرامائی انداز میں کہتا پلیٹ پیچھے کھسکا دیتا۔۔۔سب ملازم چوکنا ہو جاتے۔۔۔

"اچھا تو بنا ہے زوہان"۔۔۔

چوہدری شجاعت آفریدی نے کھانے سے ہاتھ روک کر بے ساختہ کہا تھا۔۔۔انکی بات سن کر پاکیزہ جو زوہان کے رد عمل پر اداس ہوئی تھی۔۔۔کے انکے یوں تعریف کرنے پر مسکرا دیتی۔۔۔پاکیزہ کی مسکراہٹ پر زوہان کا دل جل جاتا۔۔۔زوہان اپنی جگہ سے کھڑا ہو اگیا تھا۔۔۔عریج بیگم اور پاکیزہ بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہو جاتی۔۔۔

"بابا سائیں۔۔۔یہ اچھا نہیں کیونکہ۔۔یہ پلاو پاکیزہ نے بنایا ہے"۔۔۔

زوہان کی پر عریج بیگم نے بے ساختانا محسوس انداز میں پاکیزہ کو اپنے پیچھے چھپایا تھا۔۔۔۔

زوہان کے الفاظ سن کر چوہدری صاحب کے ماتھے پر بل پڑ جاتے۔۔۔وہ ایک جھٹکے سے پلاو کی بھری پلیٹ زمین پر پھینکتے یوں۔۔۔کہ جیسے اس میں کوئی ناپاک چیز آگئی ہو۔۔۔

پاکیزہ ڈر سے اپنی جگہ سے اچھل پڑتی۔۔۔اسنے آنکھیں خوف سے میچ لی تھی۔۔۔۔

"ہزار بار کہا ہے اس منحوس کیچن سے دور رکھا کرو۔۔۔"

ملازم سر جکا گئے تھے۔۔۔چوہدری صاحب کی نظر اب اپنی بیوی پر تھی جو پاکیزہ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

وہ بغیر کچھ کہے ہی سر جٹک کر وہاں سے چلے جاتے۔۔۔

‘‘‘

آج بھی سامنے پلاو تھا۔۔۔چوہدری صاحب کو اس دن کا واقعہ بڑی شدت سے یاد آیا تھا۔۔۔انکی ہمت ہی نہیں ہوئی وہ کھانے کی۔۔۔سو وہ ایک بار پھر ویسے ہی بغیر کچھ کھائے وہاں سے اٹھ گئے تھے۔۔۔

عرتج بیگم اپنی نم آنکھوں سے انہیں بغیر کچھ کھائے وہاں سے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں آیا تو وہ خوبصورت گرے کلر کی لونگ فراک میں تھی۔۔۔جسکے بازو نہیں تھے۔۔۔۔اور اگلا پیچھلا گلا بھی ڈیپ تھا۔۔۔

جبران ایک پل کے لیے چونکا تھا۔۔۔وہ کوئی اداس پری پیکر لگ رہی تھی۔۔۔چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔۔۔آنکھیں سوج کر مزید پرکشش ہو گئی تھی۔۔۔

""""

جبران کمرے سے نکلتے وقت یہ ڈریس اسکے منہ پر پھینک کر گیا تھا۔۔۔

اگر میری واپسی تک تم نے یہ نہیں پہنا تو۔۔۔تو میں تمہیں خود پہناؤ گا۔۔۔یاد رکھنا"۔۔۔

""""

اسکی دھمکی سے ڈر کر وہ بچاری مرتی کیا نا کرتی۔۔۔سو اب وہ اس فراک میں گھبرائی سی کھڑی تھی۔۔۔نا جانے اب یہ کیا کرنے والا تھا۔۔۔۔

وہ چلتا اسکے سامنے آجاتا۔۔۔پاکیزہ اسکی نظروں وارفتگی سے اندر تک کامپ گئی تھی۔۔۔

وہ اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتا پھر ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں سے اسکا کلپ اتارتا تو بال کھل جاتے۔۔۔

پاکیزہ گھبرا کر اس سے دو قدم دور ہوتی۔۔۔

جبران کو اسکی یہ حرکت ناگوار لگی تھی۔۔۔وہ اسکا بازو دبوچ کر اسے واپس اپنی طرف کھینچتا۔۔۔وہ کھنچتی بلکل اسے قریب آجاتی۔۔۔پاکیزہ کی آنکھوں میں واضح خوف تھا۔۔۔

"

"وہ بچاری کل سے بھوکی ہے۔۔۔احساس ہے تمہیں"۔۔۔

"وہ بچاری نہیں ہے"۔۔۔

"اچھا۔۔۔تو بتاؤ کیا قصور ہے اسکا"۔۔۔

"وہ اس گھٹیا انسان کی بہن ہے جسنے میری بہن کی جان لی"۔۔۔

اسکے بھائی کے حصے کی سزا تم ایسے کیوں دے رہے ہو۔۔۔یہ تو ہمارا معاشرہ گھٹیا ہے جو اپنے گناہوں کی سزا اپنی ماں بہن کو بگھتنے کے لیے بھیج دیتے ہیں۔۔۔خون بہا کے نام پر نا جانے کتنے معصوموں کی زندگیاں خراب کرتے ہیں۔۔۔اور گناہ گار ویسے ہی آوارہ پھرتے ہیں اور کسی دوسرے انسان کی زندگی خراب کرتے ہیں۔۔۔اگر تم اس بدلہ اسکی بہن سے لوگے ناں۔۔تو تم میں اور اسمیں کوئی فرق نہیں رہے گا۔۔۔اسنے تمہاری معصوم بہن کی زندگی خراب کی اور تم اسکی بہن کی خراب کرنے جا رہے ہو"۔۔۔

‘‘‘

جبران کی پکڑ اسکے بازو پر ہلکی ہوئی تھی۔۔۔

اسکی پکڑ خود پر ہلکی پا کر وہ فوران سے اس دو قدم دور ہوئی تھی۔۔۔

‘‘‘

"بھائی۔۔۔مجھے بچالیں۔۔۔"

"عروسہ ک کیاہوا۔۔۔تم کہاں ہو"۔۔۔۔

"زوہان سائیں یہاں کوٹھے پر۔۔۔طوائف کے ساتھ۔۔آہہہ"۔۔۔

"""

دردناک چیخ کی آواز جبران کے کانوں میں سنائی دی تھی۔۔۔۔وہ اچانک سے اپنا سر تھام لیتا۔۔۔۔

"""

"کیاہوا عروسہ۔۔۔عروسہ"۔۔

"بھائی بھائی ی ی"۔۔۔

"عروسہ۔۔۔"

"""

وہ تکلیف سے دوہرہ ہوتا گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ جاتا۔۔۔ہاتھ اسکے ابھی بھی کانوں پر تھے۔۔۔

پاکیزہ اچانک سے اسکی ایسی حالت دیکھ کر پریشان ہوتی اسکی طرف بڑھی تھی۔۔۔یہ بھول کر کہ وہ کتنا ظالم ہے۔۔۔شاید یہ وہ ایک نظر کی محبت کا اثر تھا۔۔۔

"جبران ن۔۔۔کہ کیاہوا۔۔۔آپ ٹھیک توہیں"۔۔۔

"""

"مجھے بچالیں ں بھائی ی"۔۔۔

"م۔۔م۔۔۔میں مرنا۔۔ نہیں۔۔۔چاہتی ی۔۔۔م میرا بچا۔ آہہہہ"۔۔۔۔

'ٹھاااااا'۔۔۔ایک بار پھر گولی کی آواز آئی تھی۔۔۔

"""

"عروسہ ہہ"۔۔۔۔

وہ چیخا تھا۔۔۔پاکیزہ جو اسکے برابر زمین پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔اسکی دھاڑ پر کامپ جاتی۔۔۔

تکلیف سے جبران کا خوبرو چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

شہد رنگ نم سی آنکھیں۔۔۔کالی ڈری آنکھوں سے ملی تھی۔۔۔

"وہ ماں بننے والی تھی"۔۔۔

جبران تکلیف سے دیمے لہجے میں بولا تھا۔۔۔آواز مین گیلا پن تھا۔۔۔

پاکیزہ نا سمجھی سے اسے سن رہی تھی۔۔۔

"م میری عروسہ"۔۔۔

جبران کے الفاظ سن کر پاکیزہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑھا تھا۔۔۔

https://classicurdumaterial.com/
For More Novels Please Visit Our Website
For Audio Books Visit Our YouTube Channel
Classic Urdu Novels

عروسہ کی موت کا دکھ اسے بھی تھا۔۔۔ مگر وہ ماں بننے والی تھی۔۔۔ یہ بات اسکی روح نکالنے کو کافی تھی۔۔۔ اسکے دل سے ٹیس سی اٹھی تھی۔۔۔ آنکھوں میں یک دم سے آنسوں تیر گئے تھے۔۔۔

" مینے اسے بہن نہیں۔۔۔ بیٹی بنا کر پالا تھا۔۔۔ ہم بہت چھوٹے تھے جب اماں سائیں گزر گئی۔۔۔ میں اور بابا سائیں اس سے بہت محبت کرتے تھے۔۔۔ وہ ہماری گڑیا تھی۔۔۔ اس گھر کی رونک۔۔۔ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک "۔۔۔

جبران کی تکلیف کا اندازہ اسکے چہرے سے لگایا جا سکتا تھا۔۔۔ جو ٹرانس کی سی کیفیت سے بول رہا تھا۔۔۔

"بابا سائیں جب بھی اسکی شادی کی بات کرتے مجھے اچھا نہیں لگتا تھا۔۔۔ اسے خود سے دور بھیجنے کا خیال ہی میری جان نکالنے کو کافی تھا۔۔۔ پتا نہیں پر۔۔۔ پر مجھے بہت پہلے سے ہی یہ احساس ہونے لگ گیا تھا کہ۔۔۔ ہماری عروسہ "۔۔۔

اسکی آنکھ سے ایک آنسو پھسلا تھا۔۔۔ پاکیزہ نے پہلی بار کسی مرد کو روتے دیکھا تھا۔۔۔ اپنی بہن کے لیے۔۔۔ بے ساختا اسکے دل سے ہوک اٹھی تھی۔۔۔ کتنی خوش نصیب تھی مرنے والی۔۔۔

"بابا سائیں نے ساتھ والے اعلاقے کے چوہدریوں میں اسکا رشتہ دیکھ کر پسند کر لیا۔۔۔بس اس لیے کہ وہ ہمارے پاس رہے گی۔۔۔جب چاہیں گے اسے مل آئیں گے۔۔۔جب چاہے گی وہ ہمارے پاس آجائے گی۔۔۔پر"۔۔۔۔

وہ جو کسی ٹرانس میں بول رہا تھا اب اسنے سامنے بیٹھی پاکیزہ کو دیکھا تھا۔۔۔آنکھوں کی سرخی مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔

"پر پھر وہ مر گئی۔۔۔مار دی گئی۔۔۔ان ظالموں نے اسے مار دیا۔۔۔اسکے پیٹ میں پلتے نئے وجود کو مار دیا۔۔۔اسکے بچے کو مار دیا"۔۔۔۔

اسکے لفظ برچھی کا کام کر رہے تھے جو پاکیزہ کا وجود زخمی کر گئے تھے۔۔۔

اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔۔لب سیسک گئے تھے۔۔۔۔

"اسے مار دیا اسکے بچے کو مار دیا۔۔۔۔صرف۔۔صرف ایک طوائف کے پیچھے"۔۔۔

اسکی آواز بلند ہو گئی تھی۔۔۔

"تم لوگوں نے میری بہن کو مار دیا اور میرے بابا کہہ رہے ہیں میں تم پر ترس کھاو۔۔۔کیا تم ترس یا رحم کے قابل ہو؟۔۔۔تمہارا خاندان معافی کے قابل ہے؟"۔۔۔

پاکیزہ اپنا سر جھکا گئی تھی۔۔۔

"نہیں پاکیزہ افریدی۔۔۔تم لوگ نفرت کے قابل ہو۔۔۔تمہارے خاندان کا ایک ایک فرد میری عروسہ کے قتل میں شامل ہے۔۔۔کیونکہ تم لوگوں نے زوہان افریدی کی اصلیت چھپائی۔۔۔گناہ ہوتا دیکھ کر بھی خاموش رہے۔۔۔سب سے بڑا قصور تو تم لوگوں کا ہے۔۔۔پھر کیسے تم بے قصور ہو؟"۔۔۔۔

وہ دھاڑ رہا تھا۔۔۔پاکیزہ سر جکائے رو رہی تھی۔۔۔

"تم تمہارا خاندان۔۔۔اپنے کیے کا بدلہ چکاؤ گے"۔۔۔

وہ اپنا چہرہ صاف کرتا سپاارٹ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اب وہ اپنے کپڑے جھاڑتا کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔اسنے سیاہ رنگ کی شلوار قمیز پہنی تھی۔۔۔

اب وہ پاکیزہ کا بازو دبوچ کر اسے کھڑا کر گیا تھا۔۔۔

پاکیزہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔۔۔۔

وہ اسے گھسیٹتا نیچے لے آیا تھا۔۔۔چوہدری رحمان قازمی وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔سو وہ اسے لے کر باہر نکل آیا تھا۔۔۔

"چھوڑیں مجھے۔۔کہاں لے جا رہے ہیں آپ مجھے۔۔۔چھوڑے"۔۔۔

وہ پاکیزہ کی آواز کو اگنور کرتا اسے پیچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر کار میں پھینک کر لاک لگا دیتا۔۔۔پھر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آجاتا۔۔۔

"آپ مجھے کہاں لے جارہے ہیں"۔۔۔

وہ خالی سڑکوں کو دیکھ کر گھبراتی ہوئی بولی تھی۔۔۔آگے سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔۔۔

پاکیزہ خوف زدہ نظروں سے باہر دیکھتی۔۔۔پھر جبران کا سپارٹ چہرہ دیکھتی۔۔۔

وہ سختی سے لب بینچے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔۔کشادہ ماتھے پر ڈھیروبل تھے۔۔۔کوئی کہہ نہیں سکتا تھا۔۔۔یہ مغرور نقوش والا انسان کچھ دیر پہلے اپنی بہن کے لیے رویا تھا۔۔۔

پاکیزہ کو بے ساختہ اسکی اور اپنی پہلی ملاقات یاد آتی۔۔۔جس میں وہ مسکرایہ تھا۔۔۔

بے ساختہ ہی وہ دوبارہ اسکا چہرہ دیکھتی۔۔۔وہاں صرف سنجیدگی اور غصہ تھا۔۔۔اسکا چہرہ دیکھ کر نہیں لگتا تھا کہ وہ کبھی مسکرایہ بھی ہوگا۔۔۔

"جبران سائیں۔۔۔آ۔۔آپ ہمیں"۔۔۔

"شٹ اپ۔۔just shut up۔۔۔آئندہ کے بعد مجھے سائیں مت کہنا۔۔۔میرا نام جبران قازمی ہے۔۔۔اور تمہیں میں تمہاری سہی جگہ پر لے جارہا ہوں جہاں تمہیں ہونا چاہیے۔۔۔گھر رہو گی تو تم مجھے بابا سائیں کے ساتھ زبان درازی پر مجبور کر دو گی"۔۔۔

جبران کی بات پر اسکے ہونٹ نیم وا کھل گئے تھے۔۔۔اسکی کوئی بھی بات پاکیزہ کو وسمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔کونسی جگہ کی وہ بات کر رہا تھا۔۔۔اور اسنے چوہدری رحمان قازمی سے تو کبھی بات تک نہیں کی۔۔۔پھر اسکی وجہ سے کیسے۔۔۔۔

وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی جب ایک جگہ پر آکر اسنے گاڑی کو بریک لگادی تھی۔۔۔

وہ ایک ہویلی ٹائپ جگہ تھی۔۔۔جیسے کوئی فارم ہاوس۔۔۔

اب وہ خود گاڑی سے نکل کر اسکی طرف بڑا تھا۔۔۔پاکیزہ کو بہت شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔جس طرف کا دروازہ جبران نے کھولا تھا وہ اس طرف سے کھسک کر دور ہوتی دوسرے دروازے کے ساتھ لگ گئی تھی۔۔۔یہ اسکی طرف سے خود کو بچانے کی ایک چھوٹی سی کوشیش تھی۔۔۔

جبران اسکی اس حرکت پر سختی سے دانت کچکچاتا۔۔۔

پاکیزہ یوں بیٹھی تھی کے اسکے پاوں سیٹ پر جبران کی طرف تھے۔۔۔جبران کی نظر اسکے نازک گلابی پیروں پر پڑتی۔۔۔وہ انہیں تھام کر ایک جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچتا۔۔۔وہ دوسرے ہی پل کٹی ڈال کی مانند سیدھا اسکے مضبوط سینے سے آلگی تھی۔۔۔

ایک منٹ کے لیے پاکیزہ کا سر گھوم گیا تھا۔۔۔جبران اسکی حالت کو اگنور کیے اسکا بازو دبوچ کر کھڑا کرتا اور اپنے ساتھ گھسیٹتا اندر لے جاتا۔۔۔

اسنے دو دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔اب اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرہ آرہا تھا۔۔۔۔وہ ناجانے کتنی راہداریاں ابور کر کے اسے ایک کمرے میں لے آیا تھا۔۔۔۔یہ کمرہ باقی کمروں کی نسبتاً بڑا تھا۔۔۔

جہازی سائیز بیڈ کے سامنے ہی سٹینگ کے لیے ایل کی صورت صوفے لگے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر پٹخ چکا تھا۔۔۔پاکیزہ گھومتے سر کے ساتھ بامشکل آس پاس دیکھتی۔۔۔پورے کمرے میں ان دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔

"ی۔۔یہ آپ مجھے کہاں لائیں ہیں"۔۔۔

وہ اپنا سر تھامتی بامشکل بولی تھی۔۔۔

جبران مسلسل کسی کو کال کر رہا تھا۔۔۔۔

"ہائے"buddy ۔۔۔۔

تین چار لڑکے ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔

پاکیزہ جو جبران کے جواب کی منظر تھی اچانک اتنے لڑکوں کو دیکھ کر حیران رہ جاتی۔۔۔

"کہاں تھے تم لوگ۔۔۔اتنی دیر لگادی۔۔۔خیر"۔۔۔

"سوری یار ٹریفک میں پھنس گئے تھے۔۔۔تو یہ بتا یہ۔۔۔میرا مطلب تو اس لڑکی کی بات کر رہا تھا"۔۔۔

"ہاں۔۔۔یہی ہے تم لوگوں کا گفٹ"۔۔۔

جبران اور ان لڑکوں کے الفاظ سن کر جیسے پاکیزہ کے سر پر ساتوں آسمان آگیرے تھے۔۔۔

"واہ یار۔۔۔یہ ہور کہاں سے اٹھالائے ے"۔۔۔

"یہ کہاں سے ملی"۔۔۔

"یہ سچ میں ہمارے لیے ہے"۔۔۔۔

طرح طرح کے جملے پاکیزہ کے کانوں میں پڑ رہے تھے۔۔۔وہ بے یقینی سے جبران کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جبران اس سے نظر چرا کر اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتا۔۔۔

"تم لوگ شروع کرو"۔۔۔

جبران اپنا فون ساتھ والے لڑکے کو پکڑا دیتا۔۔۔باقی تین لڑکے پاکیزہ کو سر تا پاؤں دیکھتے اسکی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔

پاکیزہ تو یہ سب سوچ بھی نہیں سکتی تھی جو جبران قازمی نے اسکے ساتھ کیا تھا۔۔۔

"جبرااان۔۔۔ایسامت کریں۔۔۔خداراہ ایسامت کریں"۔۔۔

جبران جو دروازے کی جانب قدم اٹھا چکا تھا پاکیزہ کی آواز پر رک جاتا۔۔۔مگر پلٹا نہیں تھا۔۔۔

وہ لڑکے اب اسکے قریب پہنچ گئے تھے۔۔۔پاکیزہ ان سے خوفزدہ ہوتی جبران کے پیچھے بھاگنے لگتی کے ایک لڑکا اسکا بازو تھام کر اپنی طرف کھینچتا۔۔۔

"کہاں جارہی ہو حسینہ۔۔۔ہمیں پہلے اپنا طواف تو کرنے دو"۔۔۔

دوسرا لڑکا اسکے بالوں کو چھو کر بولا تھا۔۔۔

"ن نہیں۔۔۔دور رہو۔۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔چھوڑو۔۔۔جبران۔۔۔جبران مجھ پر یہ ظلم مت کریں۔۔۔مجھے ان سے بچالیں"۔۔۔

جبران کے اندر اشتیال سا بھرپا ہو رہا تھا۔۔۔

"اسے کیسے۔۔۔چھوڑ دیں"۔۔۔

اب وہ تینوں بے باقی سے اسکے وجود کو چھو رہے تھے۔۔۔

"آہہ۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔بابا سائیں۔۔بچالیں مجھے۔۔۔بابا سائیں"۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ چھوڑو۔۔۔زوہان بھائی اپنی بہن کو بچالیں ان درندھوں سے۔۔پلیز بھائی۔۔۔بچائیں مجھے۔۔۔۔خدا کے لیے کوئی تو میری مدد کرے ے"۔۔۔

پاکیزہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔۔۔اسے یوں لگ رہا تھا نا جانے کتنے کیڑے مکوڑے اسکے وجود پر رینگ رہے ہیں"۔۔۔۔

"خدا کے لیے مجھ پر ترس کھائیں۔۔۔آپ لوگوں کی بھی تو ماں بہن ہو گی ناں"۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑے اب ان لڑکوں کے سامنے گڑگڑا رہی تھی۔۔۔

جبران ضبط سے اپنی مٹھیاں بینچ گیا تھا۔۔۔

وہ لڑکے بہرے بنے اب اسے بیڈ پر دھکا دے چکے تھے۔۔۔

"جبران سائیں ں ں"۔۔۔۔

وہ پوری جان سے چیخی تھی۔۔۔۔

"بس۔۔۔روک جاووو"۔۔۔

جبران کی دھاڑ پورے کمرے میں گھنجی تھی۔۔۔وہ تینوں وہی رک جاتے۔۔۔چوتھا لڑکا جو وڈیو بنا رہا تھا وہ اب ویڈیو ریکارڈنگ بند کر کے جبران کو دیکھتا۔۔۔

"کیا یار ابھی تو مزہ آنے لگا تھا"۔۔۔

"بس بہت ہو گیا۔۔۔اتنا وڈیو کے لیے کافی ہے۔۔۔اور یہ میرا فارم ہاوس ہے کوئی فحاش کا آڈھا نہیں جہاں تم لوگ مزے کرو"۔۔۔

جبران کی بات کر وہ تینو ہڑبڑائے تھے۔۔۔

"تو نے خود ہی تو کہا تھا یہ ہمارے لیے ہے"۔۔۔

انکی بات پر جبران اپنا اشتیال کم کرنے کے لیے بالوں میں ہاتھ پھیرتا۔۔۔وہ سہی تو کہہ رہے تھے۔۔۔تو پھر اسے اتنا برا کیوں لگ رہا تھا۔۔۔

"ہاں تم لوگوں کے لیے ہی ہے۔۔لیکن تب جب یہ کوٹھے پر چلی جائے گی"۔۔۔

جبران کی بات پر انہیں زیادہ خوشی نہیں ہوئی تھی۔۔۔

جبران چوتھے لڑکے سے اپنا فون پکڑ کر ایک نظر وڈیو کو دیکھتا۔۔۔پھر ایسے ہی وہ وڈیو چوہدری شجاعت افریدی اور زوہان افریدی کو ایمیل کر دیتا۔۔۔

یہ کر کے جیسے اسکے کی آگ کو تسکین ملی تھی۔۔۔

پر۔۔۔یہ صرف اسے لگا تھا۔۔۔

وہ فون جیب میں ڈھال کر ان لڑکوں کو دیکھتا۔۔۔انکی پشت کے پیچھے بیڈ چھپ گیا تھا جس پر پاکیزہ بے ہوش پڑی تھی۔۔۔

"ایسے یہاں سے سیدھا کوٹھے چھوڑ آنا۔۔۔اور۔۔۔اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ میرا نام کہیں نا آئے۔۔۔اب سے نا میں ایسے جانتا ہوں۔۔اور نا یہ مجھے جانتی ہے۔۔۔ہاں اگر ہو سکے تو اسکے باپ، بھائی کا نام سب کو بتا دینا"۔۔۔

وہ سپارٹ لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔چہرے سے تو نہیں البتہ لفظوں سے وہ کوئی جانور ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔

یہ کہنے کے بعد پاکیزہ کو دیکھنا تو دور کی بات۔۔۔وہ ایک منٹ بھی رکا نہیں تھا۔۔۔

پیچھے وہ ہوش سے بے گانا بیڈ پر پڑی تھی۔۔۔

"لوگوں کے لیے تو ابھی قیامت آنی تھی۔۔۔پر پاکیزہ کے لیے قیامت آگئی تھی۔۔۔"

زوہان آفریدی جرمنی کے روڈ پر کھڑا کیفے سے کافی لے رہا تھا۔۔۔

بلو جینز پر وائیٹ ٹی شرٹ پہنے کالی سن گلاسیز لگائے وہ سب سے انجان اپنی زندگی مین مگن لگ رہا تھا۔۔۔۔

اس چیز کا اسے احساس تک نہیں تھا کہ وہ اپنی معصوم سی بہن کو بیچ کر نہیں دفنا کر آیا ہے۔۔۔۔

میسج کی ٹیون پر اسنے اپنی جیب سے فون نکالا تھا۔۔۔۔

عریج بیگم اپنی کیچن میں اپنے دل پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔۔۔

پاکیزہ کو جس دن زبردستی گھر سے لے کر گئے تھے اس دن انکو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔۔اور آج پھر انکے دل میں شدید درد اٹھی تھی۔۔۔

وہ کہتے ہیں نا۔۔۔ماں دور بھی ہو تو اپنے بچے پر گزری تکلیف کو بھانپ لیتی ہے۔۔۔

"اللہ وہ۔۔۔یا اللہ خیر رر۔۔۔میری بچی۔۔۔میری بچی تو ٹھیک ہے نا۔۔۔اللہ۔۔۔میری بچی کی حفاظت کرنا۔۔۔اللہ وہ خیر رر"۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ درد سے بے حال ہوتی زمین پر گرتی۔۔ملازمہ بھاگتی ہوئی انکی طرف آئی تھی۔۔۔

چوہدری شجاعت آفریدی بیٹھک میں بیٹھے لوگوں کے مسلے سن رہے تھے جب انکے فون پر مسیج ٹیون بجتی۔۔۔

"چوہدری صاحب آپکو کوئی ایمیل آیا ہے"۔۔۔

انکا ملازم پاس آکر انکے کان میں بولا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے تم اسے کھول کر یہاں ٹیبل کر رکھو اور خود جا کر زاہد کو دیکھو۔۔۔وہ ابھی تک چائے کیوں نہیں لایا"۔۔۔

چوہدری صاحب موبائل کو ایک نظر کر کہتے پھر خود لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتے۔۔۔

‘‘‘

"آہہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ بابا سائیں۔۔ بچالیں مجھے۔۔۔ بابا سائیں"۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ زوہان بھائی اپنی بہن کو بچالیں ان درندھوں۔۔۔ پلیز بھائی۔۔۔ بچائیں مجھے۔۔۔۔ خدا کے لیے کوئی تو میری مدد کرے ے"۔۔۔

پاکیزہ تڑپ تڑپ کر رو رہی تھی۔۔۔

زوہان پورے وجود سمیت شل ہو گیا تھا۔۔۔ وڈیو میں تین لڑکے اسکی بہن کے ساتھ۔۔۔۔

موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا تھا۔۔۔ جرمنی کے چلتے روڈ کی آوازیں اب اسے سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ زوہان بھائی اپنی بہن کو بچالیں ان درندھوں سے۔۔۔ پلیز بھائی۔۔۔ بچائیں مجھے۔۔۔۔ خدا کے لیے کوئی میری مدد کرے ے"۔۔۔

پاکیزہ کی آواز میں تڑپ اور بے بسی تھی۔۔۔ نا جانے آج کیسے زوہان آفریدی کو پہلی بار احساس ہوا تھا کہ اسکی بھی ایک بہن ہے۔۔۔۔

جس کے ساتھ۔۔۔۔

"آہہہہ۔۔۔۔" وہ ایک دھاڑ سے فون پر پاوں مارتا۔۔۔ پھر مسلسل مارتا۔۔۔ مگر پاکیزہ کی تکلیف دہ آوازیں ابھی بھی آنا بند ھ نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔

"آہہ میری بہن۔۔۔میری پاکیزہ۔۔۔میری پاکیزہ گوڑیا۔۔۔ مینے کیا کر دیا۔۔۔یہ مینے کیا کر دیا"۔۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا تھا۔۔۔اب وہ بے دردی سے پاگلوں کی طرح اپنے بال نوچ رہا تھا۔۔۔

"پاکی۔۔۔میری پاکیزہ بہن۔۔۔میری بہن۔۔۔کوئی بچائے میری بہن کو۔۔۔میری بہن"۔۔۔۔

آس پاس کے لوگ اسکا حال کر کرا اسکی طرف بڑھے تھے۔۔۔وہ پاگلوں کی طرح چیختا اب ایک کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گڑ گڑا رہا تھا۔۔۔۔

‘‘‘

چوہدری شجاعت آفریدی کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑھ گیا تھا۔۔۔

پاکیزہ کی دردناک آوازے انکے کانوں میں صور کی طرح پھونکی جا رہی تھی۔۔۔۔

"آہہ۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔بابا سائیں۔۔بچالیں مجھے۔۔۔بابا سائیں"۔۔۔۔

وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔گڑ گڑا رہی تھی۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔چھوڑو۔۔۔زوہان بھائی اپنی بہن کو بچالیں ان درندھوں سے۔۔۔پلیز بھائی۔۔۔بچائیں مجھے۔۔۔۔خدا کے لیے کوئی تو میری مدد کرے ے"۔۔۔

وہ ایک ٹک موبائل سکرین کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ موبائل ٹیبک پر پڑے ہونے کی وجہ سے وہاں موجود سب لوگ آوازیں سننے کے ساتھ ساتھ موبائل پر چلتی وڈیو بھی دیکھ پا رہے تھے۔۔۔

جہاں تین لڑکے پاکیزہ کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشیش کر رہے تھے۔۔۔

"خدا کے لیے مجھ پر ترس کھائیں۔۔۔ آپ لوگوں کی بھی تو ماں بہن ہو گی ناں"۔۔۔

ویڈیو مسلسل چل رہی تھی۔۔۔ انکا پورا جسم کی فالج زدہ مریض کی طرح شل ہو گیا تھا۔۔۔ ایک ملازم ہوش میں آتا اور آگے بڑھ کر جلدی سے وڈیو بند کر دیتا۔۔۔ آیا کہ اسکے مالک کی عزت کا سوال تھا۔۔۔

سب لوگ منہ پر ہاتھ رکھ چکے تھے۔۔۔ جبکہ چوہدری صاحب۔۔۔

"م میں اجڑھ گیا۔۔۔ میری ب بیٹی اجڑھ گئی۔۔۔ وہ۔۔ وہ مر گئی۔۔۔ میری پاکیزہ۔۔۔ میری پاک بیٹی مر گئی۔۔۔ میں مر گیا۔۔۔ سب ختم۔۔۔ سب خ خ ختم"۔۔۔

انکے حلق سے آواز ایسے نکل رہی تھی جیسے کسی قبرستان سے آ رہی ہو۔۔۔ البتہ انکا چہرہ۔۔۔ انکا چہرہ بائیں جانب کو مڑ رہا تھا۔۔۔ صرف چہرہ نہیں۔۔۔ بلکہ بائیں جانب سے انکا پورا جسم مڑ رہا تھا۔۔۔

اچانک وہ صوفے سے پھسل کر زمین پر گر جاتے۔۔۔۔

"ہر طرف اندھیرہ پھیل جاتا"۔۔۔

"آوازیں۔۔۔"

"چوہدری صاحب۔۔۔کوئی ایمبولینس کو فون کرو"۔۔۔

"شور"۔۔۔

"کیاہوااس آدمی کو"۔۔۔

"اسنے خودکشی کی ہے"۔۔۔

"کوئی پولیس کو فون کرے"۔۔۔

"نہیں پہلے ایمبولینس بلاو"۔۔۔

"پولیس کی گاڑی کی آوازیں"۔۔۔

"ایمبولینس کی آوازیں"۔۔۔

"قدموں کی آوازیں"۔۔۔

"میری پاکیزہ"۔۔۔

"چیخ وپکار"۔۔۔

"اندھیر"۔۔۔

"وال کلاک کی آوازیں"۔۔۔

"ٹک۔۔۔ٹک۔۔۔ٹک"۔۔۔۔

اسنے آہستہ سے آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔

روشنی اسکی آنکھوں میں چوبی تھی۔۔۔وہ پھر سے آنکھیں موند لیتی۔۔۔

"پ پاکیزہ۔۔۔م میری پاکیزہ"۔۔۔۔

مدہم سی کانپتی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی۔۔۔

وہ ایک بار پھر آہستہ سے آنکھیں کھولتی۔۔۔اس بار روشنی نے زیادہ تکلیف نہیں دی تھی۔۔۔

"پاپاکیزہ"۔۔۔

دائیں طرف سے پھر اسے پکارا گیا تھا۔۔۔

اسنے بامشکل اپنی نظریں دائیں جانب موڑی تھی۔۔۔

وہاں کوئی تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گھر آتے ہی عروسہ کے کمرے میں گیا تھا۔۔۔۔

وہ خالی تھا۔۔۔مگر عروسہ کی خوشبو اسکے واہاں ہونے کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

وہ آنکھیں بند کر کے گہرہ سانس بھرتا اور اسکے بیڈ پر بیٹھ جاتا۔۔۔

"تمہارا بدلہ میں نے کے لیا عروسہ"۔۔۔

وہ آہستہ سے تھکا تھکا سا بولا تھا۔۔۔ آنکھیں ایک پل میں نم ہو گئی تھی۔۔۔

"وہ وڈیو دیکھ کر زوہان اور اسکا باپ دونوں مر جائیں گے۔۔۔ ہمارا بدلہ پورا ہو جائے گا"۔۔۔۔

وہ ہنسا تھا۔۔۔ پھر کہکہا لگا کر ہنسا تھا۔۔۔ مگر پھر۔۔۔۔

پھر اسکی ہنسی اسکے چہرے سے رخصت ہوتی ویرانی چھوڑ گئی تھی۔۔۔۔

وہ بلکل خاموش ہو جاتا۔۔۔

"عروسہ۔۔۔ میں بدلہ لے کر بھی۔۔۔ متمعین نہیں ہوں۔۔۔ میرے

احساسات۔۔۔ جزبات۔۔۔ بلکل مختلف ہیں۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی"۔۔۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیتا۔۔۔

اسکے پاس ہی کارٹن کا باکس پکڑا تھا جس میں عروسہ کا وہ سامان تھا جو اسکے سسرال سے آیا تھا۔۔۔۔

وہ اپنا دیہان ادھر اودھر کرنے کے لیے کاٹن میں سے سامان نکالنے لگ جاتا۔۔۔۔

"ہاں یہ کھانے والے ڈیش اٹھاو اور میرے ساتھ چلو"۔۔۔

چوہدری رحمان قازمی ملازمہ کو کہہ کر جبران کے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیتے جہاں پاکیزہ تھی۔۔۔

دروازے کے پاس پہنچ کر جب وہ دروازہ کھولتے تو حیران ہو جاتے۔۔۔وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھ کر ہر جگا دیکھتے۔۔۔وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

انکا دماغ گھوم جاتا۔۔۔۔

وہ تیز تیز قدم چلتے کمرے سے باہر نکل جاتے۔۔۔۔ملازمہ بس انکی پشت تکتی رہ جاتی۔۔۔

چوہدری صاحب کے قدم اب عروسہ کے کمرے کی طرف تھے۔۔۔۔

دروازہ پہلے سے ہی کھلا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ چلتے اندھر آجاتے۔۔۔۔سامنے ہی وہ سفید پڑتے چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔۔۔اسکے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی۔۔۔۔شاید وہ عروسہ کی "ڈائری" تھی۔۔۔۔

"میں بہت حیران ہوں کوئی باپ اتنی بھی نفرت کر سکتا ہے اپنی بیٹی سے۔۔۔۔مجھے ترس آتا ہے پاکیزہ پر۔۔۔وہ کتنی پیاری ہے۔۔۔ معصوم ہے۔۔۔وہ نازک سی جان خود پر کتنا ظلم برداشت کرتی ہے۔۔۔"

خالی صفہ۔۔۔۔

"میں آج بہت اداس تھی۔۔۔زوہان کسی لڑکی سے بات کر رہے تھے۔۔۔مجھے یہ بلکل بھی اچھا نہیں لگا۔۔۔میں انہیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔کیونکہ۔۔وہ اب کافی بدل گئے ہیں۔۔۔وہ مجھے

ڈھانتے ہیں۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے اب انسے۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے میں رو رہی تھی جب پاکیزہ میرے پاس آئی۔۔۔وہ پگلی مجھے روتا دیکھ کر خود بھی رو پڑی۔۔۔میری گڑیا۔۔۔بہت چھوٹا دل ہے اسکا۔۔۔میں نے اپنے آنسو صاف کر کے اس سے پوچھا۔۔۔تم کیوں رو رہی ہو۔۔۔تو وہ کہتی۔۔۔وہ کہتی۔۔۔میں آپکی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتی بھابھی سائیں۔۔۔آپ اپنے سارے آنسو مجھے دے دو۔۔۔اپنے سارے غم مجھے دے دو۔۔۔بس رویا نا کرو۔۔۔رونا صرف میری قسمت۔۔۔آپکی نہیں۔۔۔اسکے لفظوں پر میں نے اسے اپنے گلے لگا لیا"۔۔۔۔

خالی صفہ۔۔۔ایک اور خالی صفہ۔۔۔

"آج پاکیزہ کو زوہان نے کمرے میں بند کر دیا ہے۔۔وہ بچاری کل رات سے بھوکی ہے"۔۔۔۔

خالی صفہ۔۔۔۔

"آج پاکیزہ کو بابا سائیں نے بہت ڈانٹا۔۔۔وہ اسے منحوس کہتے ہیں۔۔۔مجھے بہت برا لگتا ہے"۔۔۔۔

خالی صفہ۔۔

"میں ماں بننے والی ہوں۔۔۔مجھے ابھی پتا چلا ہے۔۔۔مگر مینے ابھی کسی کو نہیں بتایا۔۔۔کہتے ہیں ماں بننے کے بعد جو بھی پہلی دعا کرو وہ قبول ہوتی ہے۔۔۔تو مینے پاکیزہ کے لیے دعا کی اللہ سائیں سے۔۔۔کہ وہ اسے کبھی کوئی غم نا دے۔۔۔اسے ڈھیروں خوشیاں دیں۔۔میری زندگی اسے لگا

دیں۔۔۔وہ مجھے جبران بھائی کے لیے بہت اچھی لگتی ہے۔۔۔وہ جبران بھائی جیسا ہی لڑکا ڈیزرو کرتی ہے۔۔۔وہ اس پیاری سی کانچ کی گڑیا کا بہت خیال رکھے گے۔۔۔جیسا میرا رکھتے تھے۔۔۔وہ بہت نرم دل کے انسان ہے"۔۔۔۔

خالی صفہ۔۔۔

ایک اور خالی صفہ۔۔۔

سارے خالی صفے۔۔۔۔

ڈائری آگے نہیں لکھی تھی۔۔۔۔

ڈائری پر جبران کی پکڑھ ہلکی ہوتی تو ڈائری نیچے گر جاتی۔۔۔

"وہ جبران بھائی جیسا ہی لڑکا ڈیزرو کرتی ہے۔۔۔وہ اس پیاری سی کانچ کی گڑیا کا بہت خیال رکھے گے۔۔۔جیسا میرا رکھتے تھے۔۔۔وہ بہت نرم دل کے انسان ہے"۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔پلیز چھوڑ دو مجھے"۔۔۔

"میرا قصور کیا ہے"۔۔۔۔

۔۔۔۔

"وہ بہت نرم دل کے انسان ہیں"۔۔۔

۔۔۔۔۔

"ن نہیں۔۔۔دور رہو۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ چھوڑو۔۔۔جبران۔۔۔جبران مجھ پر یہ ظلم مت کریں۔۔۔مجھے ان سے بچالیں"۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

جبران کا سر چکرا جاتا۔۔۔یک دم سے اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرہ آیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔

"میں بہت حیران ہوں کوئی باپ اتنی بھی نفرت کر سکتا ہے اپنی بیٹی سے۔۔۔۔مجھے ترس آتا ہے پاکیزہ پر۔۔۔وہ کتنی پیاری ہے۔۔۔ معصوم ہے۔۔۔وہ نازک سی جان خود پر کتنا ظلم برداشت کرتی ہے۔۔۔"

۔۔۔۔۔

"جبران سائیں ں ں"۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

اسکی دردناک چیخ اسکے کانوں میں گنجتی تھی۔۔۔۔

"جبران۔۔۔جبران تم سن کیوں نہیں رہے"۔۔۔

اسے ہوش تب آیا تھا جب سامنے کھڑے چوہدری صاحب نے اسے کندھوں سے تھام کر جنجوڑا تھا۔۔۔

وہ دھندلی پڑتی بسارت سے انہین دیکھتا۔۔۔

"وہ لڑکی کہاں ہے جبران۔۔۔وہ کہاں ہے"۔۔۔

انہیں کچھ بہت ہی غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"وہ جبران بھائی جیسا ہی لڑکا ڈیزرو کرتی ہے۔۔وہ بہت نرم دل کے انسان ہیں"۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

اسکے کانوں میں ایک بار پھر وہی لفظ گنجے تھے جیسے عروسہ خود اسے ڈائری پڑھ کر سنا رہی ہو۔۔۔

"نہیں۔۔۔میں۔۔۔میں بہت گھٹیا انسان ہوں۔۔۔عروسہ ہہہ"۔۔۔

چوہدری صاحب اسکی حالت پر چونکے تھے۔۔۔۔

"وہ۔۔وہ لڑکی کہاں ہے جبران ن"۔۔۔۔

جبران سرخ ہوتی آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھتا۔۔۔۔

.....

وہ چاروا سی کمرے میں کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

"اب اسکا کیا اکرنا ہے"۔۔۔

پہلا لڑکا بولا تھا۔۔۔

"جیسا جبران نے کہا۔۔۔کوٹھے پر لے چلتے ہیں"۔۔۔

دوسرا کندھے اچکا کر بولا تھا۔۔۔

"لیکن یار۔۔۔یہ بہت پیاری ہے۔۔۔مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔۔۔یہ تو وہی بات ہو گئی کہ ہاتھ میں پھل پکڑا کر کہا جائے اب ایسے کھانا انہیں ہے"۔۔۔

اسکی بات پر سب کا کہکہا چھوٹا تھا۔۔۔

"پھر تو نے یہ بھی سنا ہو گا صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔۔ہاہاہا"۔۔۔

چوتھے لڑکے نے اسکی بات میں ٹکڑا لگایا تھا۔۔۔پہلا منہ بنا کر رہ جاتا۔۔۔

"چل اب اسے اٹھا اور پھر کوٹھے پر چلیں۔۔۔چندہ بائی خوش ہو جائے گی ایسے دیکھ کر"۔۔۔۔

چوتھے کی بات سن کر اب دوسرے والا لڑکا پاکیزہ کو باہوں میں اٹھا کر لے جانے کے لیے آگے بڑھا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کانوں پر ہاتھ رکھے سب سے بے نیاز بس چیخ رہا تھا۔۔۔

"پاکیزہ۔۔۔میری بہن۔۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔می۔۔میں میری گڑیا مجھے معاف کر دو۔۔کوئی میری بہن کو بچائے۔۔۔پلیز۔۔پلیز کوئی اسے بچائے"۔۔۔۔

وہ اردو میں بول رہا تھا۔۔۔اسکی زبان کسی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔

وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اب بے بسی سے رو رہا تھا۔۔۔دیکھنے والوں کو وہ پاگل لگ رہا تھا۔۔۔

"مجھے مت مارو۔۔۔میں تمہارے بچے کی ماں"۔۔۔

عروسہ ٹوٹتی سانسوں میں کہہ رہی تھی جب ایک ہچکی اسے خاموش کروا دیتی۔۔۔۔

آدھا ادھورا اتکلیف دا منظر اسے یاد آیا تھا۔۔۔وہ تڑپ جاتا۔۔۔۔

"زوہان سائیں۔۔۔آپ نے اچھا نہیں کیا"۔۔۔۔

دیمی تکلیف سے بھری آواز سن کر وہ فوراً سے اپنا سر اٹھا کر سامنے روڈ کو دیکھتا۔۔۔

جہاں عروسہ سفید فراک میں کھڑی تھی۔۔۔اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے ملامتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آج پہلی بار زوہان آفریدی کو عروسہ کالی یا بدصورت نہیں لگی تھی۔۔۔ آج وہ اسے اپنی لگی تھی۔۔۔ بہت خاص اپنی۔۔۔ اسکے آنسو رک گئے تھے۔۔۔ وہ اب بے یقینی ست روڈ پر کھڑی عروسہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ حسرت سے۔۔۔ معذرت سے۔۔۔ محبت سے۔۔۔

"ع عروسہ ہہ۔۔۔۔ تم زندہ ہو۔۔۔ میرا بچا اا ابھی"۔۔۔

وہ ایک پل کے لیے سب بھول گیا تھا۔۔۔ اسکے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔

ایک طرف سے فل سپیڈ میں چلتا پیٹرول کا ٹینکر آرہا تھا۔۔۔ زوہان کی بے ساختا نظر اس پر گئی تھی۔۔۔۔

"عروسہ ہٹو۔۔۔ عروسہ پیچھے ہٹو۔۔۔۔ عروسہ ہہہ"۔۔۔۔۔

وہ کہنے کے ساتھ ہی روڈ کی طرف دوڑھا تھا۔۔۔

یہ سب پلک جھپکنے کی دیری میں ہوا تھا۔۔۔

اچانک سے شور اٹھا تھا۔۔۔

پیٹرول کا ٹینکر زوہان کو بری طرح سے زخمی کر گیا تھا۔۔۔ اسکے سر سے خون بہت تیزی سے نکل رہا تھا۔۔۔

اسکی سانسیں ٹوٹ رہی تھی۔۔۔وہ بس دھندلی نگاہوں سے سامنے کھڑی عروسہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔جو ٹینکر گزرنے کے باوجود ٹس سے مس نا ہوئی تھی۔۔۔

"م معاف۔۔۔۔مجھے معاف ک کر"۔۔۔

سانسوں نے اسے معافی مانگنے کی مہلت بھی نہیں دی تھی۔۔۔۔

اسکی سانسیں ختم ہوتے ہی۔۔۔عروسہ کی شعبی ہوا میں تحلیل ہو گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"چوہدری صاحب۔۔۔چوہدری صاحب"۔۔۔۔

ہر طرف شور مچ گیا تھا۔۔۔۔

چوہدری شجاعت آفریدی کو فالج کا اٹیک ہوا تھا۔۔۔

سب لوگ انکے آس پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔۔۔کچھ ہی دیر میں سب چوہدری صاحب کو ہسپتال لے گئے تھے۔۔۔

عریج بیگم عصر کی نماز پڑھ کر تسبیح کر رہی تھی۔۔۔انکا دل ابھی بھی بے چین تھا۔۔۔۔

ملازمہ انکے کمرے کا دروازہ بجا کر اندر آئی تھی۔۔۔اسکے ہاتھ میں عریج بیگم کی دوائیاں تھی۔۔۔

"بڑی بی بی یہ دوائی کھالیں"۔۔۔

وہ سر ہلا کر دوائی رکھنے کا اعشارہ کرتی پھر اپنی عبادت میں مشغول ہو جاتی۔۔۔وہ جائے نماز کے پاس پڑے چھوٹے ٹیبل کی ایک سائیڈ پر دودھ کا گلاس اور دوائی رکھ دیتی۔۔۔۔

اس چھوٹے ٹیبل پر سپارے اور یسن پڑی ہوئی تھیں۔۔۔

ملازم اب کھڑی ہو کر اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔آیا کہ وہ چوہدری صاحب کا بتائے یا نہیں۔۔۔

عریج بیگم تسبیح مکمل کرتی اب دعا کے لیے ہاتھ اٹھا چکی تھی۔۔۔

"اللہ پاک۔۔۔میری بچی کی حفاظت کرنا۔۔۔میں نے اسے آپکے آمان میں دیا"۔۔۔

یہ دعا انہوں نے لب ہلائے بغیر کی تھی۔۔۔اب وہ دعا مکمل کر کے منہ پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔۔

ملازمہ ابھی بھی ویسے ہی کھڑی تھی۔۔۔

وہ اسکی بے چینی کو بھانپ گئی تھی سو اب اسکی طرف رخ کر کے کھڑی ہو جاتی۔۔۔

"کیا ہوا سائمہ۔۔۔کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔۔سب ٹھیک تو ہے"۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ فل سپیڈ میں گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

کشادہ ماتھے پر پسینے کے قطرے نمایا تھے۔۔۔وہ لب بینچے خود پر ضبط کر رہا تھا۔۔۔

۔۔۔

"وہ جبران بھائی جیسا ہی لڑکا ڈیزرو کرتی ہے۔۔وہ بہت نرم دل کے انسان ہیں"۔۔۔۔

۔۔۔

"تم ہوش میں ہو کیا کہہ رہے ہو۔۔۔تم کیسے ایسا کر سکتے ہو۔۔۔

۔۔۔

چوہدری صاحب کے کچھ دیر پہلے کے بولے گئے الفاظ اسکے کانوں میں گھنجے تھے۔۔۔وہ دائیں بائیں دیکھ کر گاڑی کچے راستے پر اتار لیتا۔۔۔

۔۔۔

"اور کچھ نہیں تو کم از کم اس بات کی ہی حیا کر لیتے کہ وہ تمہاری بیوی ہے۔۔۔تم اس نکاح کو مانو یا نا مانو یہ سچ ہے کہ وہ تمہاری بیوی ہے"۔۔

۔۔۔

اسکی آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہو گئی تھی۔۔۔

۔۔۔

"افسوس تم نے اپنی عزت۔۔۔اپنی شریک حیات۔۔۔اپنی بیوی کی عزت اپنے واہیات دوستوں میں نیلام کر دی۔۔۔میں نے تمہاری ایسی تربیت تو کبھی نہیں کی تھی جبران"۔۔۔

جبران کی آنکھوں کے آگے بار بار نمی آرہی تھی۔۔جسے وہ دائیں ہاتھ سے بار بار رگڑتا گاڑی بگارہا تھا۔۔۔۔

"میں بہت حیران ہوں کوئی باپ اتنی بھی نفرت کر سکتا ہے اپنی بیٹی سے۔۔۔۔مجھے ترس آتا ہے پاکیزہ پر"۔۔۔

"وہ بہت معصوم ہے"۔۔۔

"آج زوہان نے اسے کمرے میں بند کر دیا"۔۔۔

"وہ صبح سے بھوکی ہے"۔۔۔۔

"جبران۔۔۔۔وہ بچاری دو دن سے بھوکی ہے۔۔۔ تمہیں احساس ہے"۔۔۔

"چھ چھوڑیں مجھے"۔۔۔

"آہہ نہیں"۔۔۔

اس سے ڈرائیو کرنا محال ہو رہا تھا۔۔۔خود اذیتی کی تیز لہر اسے اندر سے جنجوڑ رہی تھی۔۔۔

ناجانے کس کس کے جملے اسکے کانوں میں گڈم مڈ ہو رہے تھے۔۔۔اسکا چہرہ ضبط کرنے کے چکروں میں حد سے زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک جھٹکے سے کار کو بریک لگاتا۔۔۔وہ اس وقت چندہ بائی کے کوٹھے کے سامنے تھا۔۔۔

وہ بڑی ہمت سے کار سے نکلا تھا۔۔۔پورا جسم حرکت کرنے سے انکاری تھا۔۔۔پر پھر بھی وہ خود کو گھسیٹ کر اس فحاش کے آڈھے پر لایا تھا۔۔۔

ایک معصوم، بے قصور جان اسکی وجہ سے آج اس آڈھے میں موجود تھی۔۔۔

وہ لب سختی سے بینچ لیتا۔۔۔

اب تک وہ لڑکے پاکیزہ کو آڈھے میں چھوڑ گئے ہونگے یہی سوچ کر وہ سیدھا یہاں آیا تھا۔۔۔

وہ بڑی ہمت سے مردانہ قدم چلتا پہلی بار اس دہلیز کو پار کر گیا تھا۔۔۔

ہر طرف رنگ و بو کا عالم تھا۔۔۔نئی نئی لڑکیاں رنگ بھرنگے عجیب قسم کے لباس پہنے دعوت نظارہ بنی ہوئی تھی۔۔۔امیر باپوں کے بگڑے بیٹے اکثر یہی پائے جاتے تھے۔۔۔۔

ایک لڑکی جبران کو دیکھ کر بڑی ادا سے اسکی طرف بڑی تھی۔۔۔

اسنے بلیک نیٹ کا مغربی طرز میں گھٹنوں تک آتا ٹاپ پہنا ہوا تھا۔۔۔ جسمیں اسکا آدھا جسم برہنہ تھا۔۔۔

"مجھے دیکھو۔۔۔ اپنی تلاش بھول جاوگے پرنس چارمنگ"۔۔۔

وہ لڑکی جبران کے سامنے آکر کہتی۔۔۔ جس پر جبران بے دیہانی میں اسکی طرف دیکھتا۔۔۔

وہ بے باکی سے مسکرا رہی تھی۔۔۔ جبران فوراً سے اس سے نظریں ہٹیر لیتا۔۔۔

اس لڑکی کو اپنی بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ یہاں کی سب سے خوبصورت اور مہنگی لڑکی تھی۔۔۔ جسکے خواب توسب دیکھتے تھے۔۔۔ پر حاصل صرف پیسے والے ہی کرتے تھے۔۔۔۔

جبران وہاں سے جانے لگتا کہ وہ لڑکی جبران کا ہاتھ تھام لیتی۔۔۔

"نانا۔۔۔ تم یہاں نئے لگتے ہو شاید اس لیے شرما گئے۔۔۔ پر کوئی بات نہیں میں تمہاری ساری شرم"۔۔۔

وہ ابھی بول ہی رہی تھی جب جبران پلٹ کر اسکی گردن دبوچ لیتا۔۔۔

"آہہ"۔۔۔ اسکے حلق سے کراہ نکلی تھی۔۔۔

"اپنی اوقات میں رہو گھٹیا لڑکی۔۔۔ ورنہ تمہارے اس ناپاک بدصورت وجود کو یہی زمین میں دھنسا دوں گا"۔۔۔۔

اسکی دھاڑ میں وارنگ تھی۔۔۔سامنے والی لڑکی پورے وجود سمیت کام گئی تھی۔۔۔

"تمہاری مالک کہاں ہے"۔۔۔۔

اب وہ اسے خود سے دور دھکیل کر ہاتھ جاڑھ کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

"ووہ وہاں"۔۔۔

وہ کپکپا کر بولی تھی۔۔۔جبران کی غصے اور تکلیف سے سرخ ہوتی آنکھیں کسی کو بھی کپکپانے پر مجبور کر سکتی تھی۔۔۔۔

جبران اس پر دوسری نظر ڈھالے بغیر دوسری طرف چل پڑا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اسے دور تک جاتا دیکھتی رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا راحت۔۔۔سب ٹھیک تو ہے"۔۔۔۔

راحت کی ہونکوں جیسی شکل دیکھ کر اسکی دوست اسکے پاس آئی تھی۔۔۔

"سلمہ۔۔۔میں یہاں کی سب سے خوبصورت لڑکی ہوں؟"۔۔۔

"ہاں۔۔۔کیوں تمہیں کوئی شک ہے"۔۔۔

راحت کی بات پر سلمہ کندھے اچکا کر کہتی۔۔۔

"اگر کوئی شک ہے تو ذرہ کم پیسے والے لوگوں پر راضی ہو کر دیکھ تیرے حسن کے قصیدے پڑھتے پڑھتے پوری رات گزار دیں گے۔۔ہاہاہاہا"۔۔۔

سلمہ آخر میں آنکھ دبا کر کہتی کہکہہ لگا گئی تھی۔۔۔پر راحت نہیں ہنسی تھی۔۔اسکی نظر جبران قازمی کی پشت پر تھی جو اسے بدصورت، گھٹیا اور نا جانے کیا کیا کہہ کر گیا تھا۔۔۔یہ پہلا انسان تھا جس نے اسے دوسری مرتبہ دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔۔۔اسے بے ساختہ زوہان آفریدی یاد آیا تھا۔۔۔

"اسے اوپر والے کمرے میں بند کر دے۔۔۔خود ہی عقل ٹھیکانے آجائے گی۔۔۔اور ہاں وہ دوسرا آدمی نئی لڑکی کو لے کر گیا ہے۔۔۔وہ بھی دیکھ لے زندہ ہی ہے ناں۔۔۔ہاہاہاہا"۔۔۔

آخری بات پر وہ کہکہہ لگا گئی تھی۔۔۔چندہ بائی نے منہ میں پان دبایا ہوا تھا۔۔۔جیسے وہ بار بار اپنے پاس پڑے برتن میں تھوک رہی تھی۔۔۔وہ اس وقت سفید رنگ کی ساڑھی میں تھی۔۔اسنے بالوں کا جوڑا بنا کر اسمیں ایک سرخ گلاب لگایا ہوا تھا۔۔۔

جبران اندر داخل ہوتا تو پان کی بدبو کا بھبھوکا اسکے ناک سے ٹکراتا۔۔۔وہ دائیاں ہاتھ ہوا میں لہرا کر بدبو کا اثر ذائل کر رہا۔۔۔غصے سے اسکے ماتھے اور گردن کی شریانے پھول جاتی۔۔۔

چندہ بائی آہٹ پر آنے والے کو دیکھتی۔۔۔

"آیئے آیئے چوہدری صاحب"۔۔۔

چندہ بائی ایک نظر میں ہی چوہدری جبران قازمی کو پہچان گئی تھی۔۔۔اسکا لمبا مضبوط وجود، روب و دبدا اور چہرے کے مغرور نقوش اسکے بن بتائے ہی اسکا تعارف کروا رہے تھے۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔

جبران پہلے اس عورت کو پھر اسکے ساتھ کھڑے دونوں آدمیوں کو دیکھتا۔۔۔

چندہ بائی اسکا سپارٹ چہرہ دیکھ کر اپنا حلق تر کرتی۔۔۔

"چوہدری صاحب آپ بتائیں آپ کے لیے کیا منگوائیں۔۔۔جوس، شراب یا شباب"۔۔۔

اسکے آخری لفظ زو معنی تھے۔۔۔۔جبران کا دماغ گوم جاتا۔۔۔

"کچھ دیر پہلے یہاں جو لڑکی آئی ہے وہ کہاں ہے"۔۔۔

وہ بڑے ضبط سے پوچھ رہا تھا۔۔۔چندہ بائی نا سمجھی سے اسے دیکھتی پھر ماتھا سہلا کر پیچھے کھڑے آدمی کو دیکھتی۔۔۔

"وہ اوپر کمرے میں ہے"۔۔۔

اس آدمی کے الفاظ جبران کے چہرے کے رنگ بدل گئے تھے۔۔۔وہ یہاں آیا تو تھا۔۔۔لیکن اسکی دعا تھی کہ وہ پاکیزہ لڑکی اس گندگی سے بری جگہ پر نا ہو۔۔۔پر۔۔۔ہونی کو کون ٹال سکتا تھا۔۔۔

"اور اسکے ساتھ وہ لڑکا بھی"۔۔۔

"اوپر کہاں ہے وہ کمرہ"۔۔۔

وہ اسکی بات اندر ہی کاٹ کر دھاڑا تھا۔۔۔پھر ساتھ ہی باہر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

چندہ بائی اور وہ دو آدمی دونوں نا سمجھی سے جبران کے پیچھے بھاگے تھے۔۔۔

جبران اوپر پہنچا تو پیچھے آدمی کو دیکھا۔۔۔

"کون کونسا کمرہ"۔۔۔

اسکی زبان پہلی بار لڑکھڑائی تھی۔۔۔آنکھوں میں واضع خوف تھا۔۔۔

"وہ تیسرا۔۔۔پر آپ اس طرح نہیں"۔۔۔

وہ آدمی ہانپتا ہوا بولا تھا۔۔۔کہ ایک بار پھر جبران اسکی بات اگنور کرتا تیسرے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ دروازہ توڑتا اندر سے دروازہ کھول کر ایک لڑکا باہر آیا تھا۔۔۔اسکے چہرے پر سرشاری کی چمک تھی۔۔۔لیکن وہ جبران کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔جبران دوسرے ہی پل اسکا کالر تھام کر زوردار پنچ اسکی ناک پر مارتا۔۔۔وہ لڑکا تکلیف سے دوہرا ہو جاتا۔۔۔

یہ منظر دیکھ کر چندہ بائی کے چاروتبک روشن ہوئے تھے۔۔۔وہ ہڑبڑاتی انکے پیچھے آئی تھی۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے چھونے کی"۔۔۔

"آہ۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔ کون ہو تم"۔۔۔۔

وہ لڑکا تکلیف سے چیخا تھا۔۔۔

"چوہدری صاحب آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ چھوڑ دیں اس بچارے کو۔۔۔ میں آپکو اس سے اچھی لڑکی دے دونگی بلکل ان چھوئی"۔۔۔

چندہ بائی جتنا سمجھ سکی تھی اس حساب سے بولی تھی۔۔۔۔

جبران زخمی شیر کی طرح لگ رہا تھا۔۔۔ البتا کوئی اسکی آنکھوں پر غور کرتا تو وہاں آنسو تھے۔۔۔ کچھ کھونے کے۔۔۔ بے بسی کے تکلیف کے۔۔۔۔

وہ اس لڑکے کو اچھا خاصہ زخمی کر کے وہی راہداری میں پھینکتا گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔۔۔

آس پاس سے سب لوگ کمروں سے باہر آ گئے تھے۔۔۔

اب جبران کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کمرے میں داخل ہونے کی۔۔۔ مضبوط جسم اشیال سے کپکپا رہا تھا۔۔۔ دل زور زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پھٹ جائے گا۔۔۔

"کاش اندر موجود لڑکی پاکیزہ نا ہو"۔۔۔ اسکا دل یہی سدھا دے رہا تھا۔۔۔

"اللہ مجھے معاف کر۔۔۔ مجھ پر۔۔۔ رحم کر"۔۔۔

اسکے لب پہلی بار سیسکے تھے۔۔۔وہ سرخ چہرے سمیت آنکھیں میچ کر دوبارہ کھولتا۔۔۔جیسے خود میں ہمت پیدا کر رہا ہو۔۔۔اسنے دائیاں ہاتھ دروازے پر رکھا تھا۔۔۔

چررر کی آواز سے دروازہ کھولا تھا۔۔۔

دھک دھک دھک۔۔۔

اسکا دل سینے سے باہر آنے کو مچل اٹھا تھا۔۔۔

مردانہ قدموں کے ساتھ وہ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

وہ سامنے ہی تھی۔۔۔

کھلے بال۔۔۔

بکھرا سراپا۔۔۔

لٹھے کی طرح سفید پڑتا چہرا۔۔۔

بے ساختہ ہی جبران کے لب نیم وا ہوئے تھے۔۔۔بائیں آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔۔۔

"زندگی کسی کے لیے نہیں رکتی"

"اسکے لیے بھی نہیں رکی تھی"

۔۔۔۔۔۔۔۔

چاروں میں سے ایک لڑکا آگے بڑھ کر پاکیزہ کو اٹھانے لگتا۔۔۔کہ اچانک۔۔۔

پولیس سائرن کی آواز انکے کانوں سے ٹکراتی۔۔۔۔وہ چاروہڑبڑا کر ایک دوسرے کو دیکھتے۔۔۔

"یہ پولیس کو کس نے بولایا ہے"۔۔۔

وہ سب حیران تھے۔۔۔

"کہیں جبران نے ہمارے ساتھ کوئی کھیل تو نہیں کھلا"۔۔۔

پہلا لڑکا سر تھام کر بیٹھ جاتا۔۔۔

"کیا مطلب"۔۔۔۔

چوتھا لڑکا ابھی بھی حیران تھا۔۔۔

"یہ لڑکی۔۔۔ناجانے کون ہے۔۔۔اگر اسکے معاملے میں ہم پس گئے تو۔۔۔ہمیں کوئی نہیں بچا سکے گا"۔۔۔

سائرن کی آوازیں تیز ہو گئی تھی۔۔۔

"ہمیں جبران کو فون کرنا چاہیے"۔۔۔

دوسرا لڑکا بوکھلا کر فون اٹھاتا۔۔۔

"تم پاگل ہو۔۔۔اتنا ٹائم نہیں ہے ہمارے پاس"۔۔۔

پہلا لڑکا دھیمی آواز میں غوراتا۔۔۔

"بحث میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے ہم پیچھلے دروازے سے باہر نکل جائیں"۔۔۔

تیسرا لڑکا سب کو جنجوڑ کر ہوش دلاتا چیخا تھا۔۔۔

سب ہوش میں آتے اب پیچھلے دروازے کی طرف بھاگے تھے۔۔۔۔

پیچھے پورا کمرہ ایک بار پھر خالی ہو گیا تھا۔۔۔ جہازی سائز بیڈ پر پاکیزہ اپنی آبرو۔۔۔ اپنی پاکیزگی۔۔۔ اپنی معصومیت سمیت بے ہوش پڑی تھی۔۔۔

بھاری بوٹوں کی آواز قریب آرہی تھی۔۔۔

دھممم سے دروازہ کھلا تھا۔۔۔

چوہدری رحمان قازمی اندر کی طرف بھاگے تھے۔۔۔ پیچھے پولیس کے دو ممبران بھی اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔

پاکیزہ کو سہی سلامت دیکھ کر انکے سینے سے تشکر کا سانس خارج ہوا تھا۔۔۔ وہ وہی سامنے پڑے صوفے پر ڈھے جاتے۔۔۔ انکی آنکھیں نم تھی۔۔۔ سکون کی ایک لہر انکے اندر تلک اتری تھی۔۔۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔ بے شک تیرے سوا کوئی عزتوں کا محافظ نہیں۔۔۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔۔۔

وہ با آوازے بلند بولے تھے۔۔۔

سب پولیس والے آس پاس تلاشی لے رہے تھے۔۔۔

"سر یہاں کوئی نہیں ہے"۔۔۔

"سر شاید وہ لوگ پیچھلے دروازے سے بھاگ گئے ہیں"۔۔۔

پولیس کے سپاہی اندر داخل ہوتے ہوئے بولے تھے۔۔۔

اے ایس پی راشد اسبات میں سر ہلاتے۔۔۔

"کوئی انکا پتا چل ہی جائے گا۔۔۔چوہدری صاحب ہمیں انکو ہسپتال لے کر جانا پڑے گا۔۔۔یہ بے ہوش ہیں"۔۔۔

اے ایس پی کی بات پر چوہدری صاحب اسبات میں سر ہلا کر گہرا سانس بھرتے کھڑے ہوئے تھے۔۔۔جبران کی ساری بات سن کر وہ اسے اچھی خاصی سنانے کے بعد پولیس کو فون کرتے خود بھی جلدی میں فارم ہاؤس کی لیے نکلے تھے۔۔۔۔

اب انہیں جبران کی فیکر ہو رہی تھی۔۔۔ناجانے وہ کہاں ہو گا۔۔۔

وہ جیب سے فون نکال اسے کال ملاتے اور فون کان کو لگا لیتے۔۔۔۔

خاموش فضا میں موبائل کی ٹیون بجی تھی۔۔۔۔

اسکے شل وجود میں ہلکی سی حرکت ہوئی تھی۔۔۔وہ شل سی کیفیت میں ہی جیب سے فون نکال کر کان کو لگاتا۔۔۔

"جبران۔۔۔پاکیزہ ہمیں مل گئی ہے"۔۔۔

الفاظ تھے یا زندگی کی نوید۔۔۔اسکی دونوں شل آنکھیں ایک ساتھ چھلک گئی تھی۔۔۔

وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔۔۔مضبوط جسامت۔۔۔مغرور نقوش والا چوہدری۔۔۔

سامنے کھڑی لڑکی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ کوئی اور تھی۔۔۔ناجانے کون تھی۔۔۔

جبران کی آنکھیں اب جک گئی تھی۔۔۔

پہلے اسکی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔۔۔بلکہ وہ خود پتھرا گیا تھا۔۔۔اسے رب کے اس کرم پر یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔

لیکن اب چوہدری صاحب کی کال پر وہ ہوش میں آیا تھا۔۔۔

وہ الٹے قدم باہر نکل آیا تھا۔۔۔سب اسکا یہ روپ بھی حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے وہ بپھرا شیر بنا ہوا تھا جیسے وہ ہر شے تباہ کر دے گا۔۔۔۔پر اب۔۔۔اب وہ بلکل خاموش تھا۔۔۔

وہ جس کے پاس سے بھی گزر رہا تھا وہ پلٹ کر اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

اچانک وہ سیڑیوں کے دہانے پر رکا تھا۔۔۔

اسنے اپنا جکا سر اٹھایا تھا۔۔۔چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔وہ سرخ آنکھوں سے آسمان کو دیکھتا۔۔۔

"بے شک عزت اور ذلت اس خدا کے ہی اختیار میں ہے"۔۔۔

اسکے اندر سے آواز آئی تھی۔۔۔

وہ پورے قد سمیت وہی سیڑھیوں کے دہانے پر سجدے میں گر گیا تھا۔۔۔

اسے کچھ نہیں یاد تھا کہ قبلہ کس رخ ہے۔۔۔یا یہ کونسی جگہ ہے۔۔۔وہ بس خدا کے اس معجزے پر بے یقین تھا۔۔۔

اسکی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔۔۔

وہ کس طرح۔۔۔کس انداز میں اپنے رب کا شکر ادا کرے اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔بس آنکھیں رو رہی تھی۔۔۔اور لب خاموش تھے۔۔۔۔

وہاں موجود سب لوگوں کے منہ کھل گئے تھے۔۔۔

چندہ بائی کا ہاتھ بے یقینی سے منہ تک گیا تھا۔۔۔

وہ انسان کس ناپاک جگہ پر اللہ سے ہمکلام ہوا تھا۔۔۔

"اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔میرے اللہ مجھے معاف کر دے۔۔۔میں تیرا گناہگار بندہ ہوں۔۔ تیرے اس کرم پر تیرا کیسے شکر ادا کروں۔۔۔ہہہ۔۔۔بے شک تو عزتوں کا رکھوالا ہے"۔۔۔

وہ گڑگڑا رہا تھا۔۔۔

اسے سب دیکھ رہے تھے۔۔۔یک ٹک۔۔۔راحت اسکے بلکل سامنے تھی۔۔۔وہ سیڑیاں چڑھ کر اوپر آرہی تھی۔۔۔

اسے کچھ دیر پہلے ہی زوہان کی موت کی خبر ملی تھی۔۔۔وہ اداس تھی۔۔۔غمگین تھی۔۔۔لیکن اب۔۔۔اب وہ جبران کو اس ناپاک جگہ پر خدا کے سامنے گڑگڑاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔بے ساختہ ہی اسکی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔۔اسکا دل بھی یہی کیا کہ خدا کے سامنے روئے گڑگڑائے۔۔۔وہ کس دوزخ میں پھنس گئی تھی۔۔۔

بے شک وہ ایک طوائف تھی۔۔۔لیکن ہر ایک لڑکی کی طرح اسکی بھی خواہش تھی کہ وہ بھی اپنا گھر بسائے۔۔۔کوئی اس سے بھی عزت سے نکاح کرے۔۔۔اسے صرف زوہان سے ہی یہ امید تھی۔۔۔پر اب۔۔۔اب تو وہ مر گیا۔۔۔

وہ بھی جی کے کیا کرے گی۔۔۔لوگوں کے دل بہلائے گی۔۔۔یا پھر کئی بسے بسائے گھر اجھاڑے گی۔۔۔جیسے اسنے عروسہ کا اجھاڑا۔۔۔۔

وہ روتی ہوئی منہ پر ہاتھ رکھے الٹے قدم واپس بھاگی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عرتج بیگم ہاتھ میں پکڑی تسبی کے دانے گھوماتی ہوئی کچھ پڑھ رہی تھی۔۔۔

سامنے فالج زدہ چوہدری شجاعت آفریدی ہسپتال کے بیڈ پر پڑے تھے۔۔۔

عرتج بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔کچھ دیر پہلے ان پر ایک نہیں۔۔۔دو قیامتیں ٹوٹی تھی۔۔۔

وہ ابھی اپنی ملازمہ سے پوچھ ہی رہی تھی کہ نیچھے سے دوسری ملازمہ بھاگی آئی تھی۔۔۔اسکے ہاتھ میں فون تھا۔۔۔

زوہان کی موت کی خبر ان پر بجلی بن کر ٹوٹی تھی۔۔۔وہ جیسا بھی تھا انکا اکلوتا بیٹا تھا۔۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے وہی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

دو دن تک زوہان کی لاش پاکستان آنی تھی۔۔۔

وہ ابھی سمبھلی نہیں تھی کہ ملازمہ نے انہیں چوہدری شجاعت قازمی کی حالت کے بارے میں بھی آگاہ کر دیا تھا۔۔۔

غم سے انکا دل پھٹ جاتا۔۔۔اگر انکے دل میں اللہ محبت یا اللہ کا سہارا نا ہوتا۔۔۔

وہ بڑی ہمت سے اپنے سر تاج کے سرہانے بیٹھیں ان پر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھی۔۔۔

ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ انکو فالج کا میجر اٹیک ہوا ہے۔۔۔

اب وہ ساری زندگی بستر پر ہی پڑے رہے گے۔۔۔

چوہدری صاحب کو ابھی ہوش نہیں آئی تھی۔۔۔

جبر ان قازمی ہسپتال کی راہداری میں چلا آرہا تھا۔۔۔

سامنے ہی چوہدری شجاعت آفریدی کھڑے تھے۔۔۔

وہ اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر اسکی طرف آئے تھے۔۔۔جبر ان انکا سہارا پاتے ہی انکے گلے لگ گیا تھا۔۔۔

"بابا سائیں آپ مجھے معاف کر دیں۔۔۔میں بہت برا ہوں"۔۔۔۔

وہ اب رو نہیں رہا تھا۔۔۔بس اپنے کیے پر شرمندہ تھا۔۔۔

چوہدری صاحب اسے خود سے جدا کر کے اسکا کندھ تھپتھپاتے۔۔۔۔

"اللہ نے تم پر کرم کیا ہے خبر ان۔۔۔تم بس اللہ کا شکر ادا کرو۔۔۔کہ کچھ غلط نہیں ہوا۔۔۔اور معافی مانگنی ہے تو پاکیزہ سے مانگو۔۔۔مجھ سے نہیں"۔۔۔

پاکیزہ کا نام سن کر اسکا دل دھڑکا تھا۔۔۔اسکی آنکھیں اسکا چہرہ دیکھنے کو تڑپی تھی۔۔۔

جبران کو ساتھ لیے وہ خود ہی پاکیزہ کے روم کی طرف بڑے تھے۔۔۔

ڈاکٹر کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔۔۔جبران بے ساختہ ہی اسکی طرف بڑھا تھا۔۔۔

"کیا ہوا ڈاکٹر۔۔۔وہ۔۔۔وہ کسی ہے"۔۔۔

ڈاکٹر کا اترا ہوا چہرا دیکھ کر جبران پریشان ہوا تھا۔۔۔

"وہ قومہ میں چلی گئی ہے۔۔۔انکے سر کے پیچھے والے حصے پر اندرونی گہری چوٹ آئی ہے۔۔۔وہ بہت کمزور ہیں۔۔۔اس لیے سرجری نہیں کر پائی اور۔۔۔قومہ میں چلی گئی ہیں"۔۔۔

چوہدری صاحب نے جبران کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر حوصلہ دیا تھا۔۔۔

"وہ اب ہوش میں کب آئے گی"۔۔۔

چوہدری صاحب خود ڈاکٹر سے مخاطب ہوئے تھے۔۔۔

"کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔دو دن۔۔۔تین ماہ۔۔۔ایک سال یا"۔۔۔

ڈاکٹر کا آدھا ادھورا جملہ جبران اور چوہدری صاحب کو سب سمجھا گیا تھا۔۔۔

"ہاں اگر وہ خود چاہیں۔۔۔تو جلدی ہوش میں آسکتی ہیں"۔۔۔

ڈاکٹر انہیں تصلی دے کر وہاں سے خود چلا گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مکافات عمل انسان کو دنیا میں ہی مل جایا کرتا ہے۔۔۔ظالم مظلوم پر جتنا مرضی ظلم کر لے۔۔۔پر ظلم کی رسی زیادہ دراز نہیں ہوتی۔۔۔

اللہ جب چاہے وہ رسی کھینچ لیتا ہے۔۔۔

پھر ظالم اپنے کیے پر خود ہی پھنس جاتا ہے۔۔۔اور ایسا پھنستا ہے کہ۔۔۔دنیا اسکا تماشا دیکھتی ہے۔۔۔

جیسے چوہدری شجاعت آفریدی کا تماشا دنیا نے دیکھا۔۔۔

جیسے زوہان آفریدی دردناک موت مرا۔۔۔

یا جیسے راحت نے اسی کوٹھے سے کود کر خودکشی کر لی جہاں وہ پوری عمر طوائف بن کر فحاش کام کرتی رہی۔۔۔

اور جبران۔۔۔وہ خود نکلا تھا اپنی بہن کا بدلہ لینے یہ بھول کر کہ خدا اوپر بیٹھا سب دیکھ رہا ہے۔۔۔وہ بہتر انصاف کرنے والا ہے۔۔۔لیکن۔۔۔اسنے جذباتیت میں ایک معصوم جان پر بے جا ظلم کیا۔۔۔اور اسکی سزا اسنے بھی پالی۔۔۔

پاکیزہ سے دو سال کی جدائی پاکر۔۔۔۔

ان دو سالوں میں اسنے پاکیزہ سے ٹوٹ کر محبت کی تھی۔۔۔وہ اسکی طلب میں پل پل تڑپا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

"اندھیر"۔۔۔

"وال کلاک کی آوازیں"۔۔۔

"ٹک۔۔۔ٹک۔۔۔ٹک"۔۔۔۔

اسنے آہستہ سے آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔

روشنی اسکی آنکھوں میں چوبی تھی۔۔۔وہ پھر سے آنکھیں موند لیتی۔۔۔

"پ پاکیزہ۔۔۔م میری پاکیزہ"۔۔۔۔

مدہم سی کانپتی آواز اسکے کانوں میں پڑی تھی۔۔۔

وہ ایک بار پھر آہستہ سے آنکھیں کھولتی۔۔۔اس بار روشنی نے زیادہ تکلیف نہیں دی تھی۔۔۔

"پاپاکیزہ"۔۔۔

دائیں طرف سے پھر اسے پکارا گیا تھا۔۔۔

اسنے بامشکل اپنی نظریں دائیں جانب موڑی تھی۔۔۔

وہاں کوئی تھا۔۔۔۔

شیہد رنگ آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی چمکی تھی۔۔۔

پاکیزہ نے پلکیں جپک کر اسے پھر دیکھا تھا۔۔۔

ماتھے پر بیکھرے بال۔۔۔ مغرور نقوش۔۔۔ گہری مونچھ اور ساتھ گہری داڑھی۔۔۔وہ کافی بدل گیا تھا۔۔۔

وہ کالے رنگ میں کاٹن کی شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔۔۔ جس پر بے تحاشا بل پڑے ہوئے تھے۔۔۔اسکے ایک کندھے پر سکن شال لٹک رہی تھی۔۔۔وہ بیکھرے حال میں تھا۔۔۔اور بس اسے تک رہا تھا۔۔۔ یک ٹک۔۔۔

اسکے چہرے پر اب وہ تمکنت نہیں تھی جو ہر وقت نظر آتی تھی۔۔۔سامنے والا اسکی آنکھوں کے سرد پن سے خوفزدہ ہو جاتا۔۔۔پر اب ایسا نہیں تھا۔۔۔

وہ صحرا کی مانند پیاسی نگاہوں سے پاکیزہ کی کالی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔

جبران کے لب ہلے تھے۔۔۔

"""

"مجھ پر یہ ظلم مت کریں جبران"۔۔۔

"""

گزرے وقت میں کہے پاکیزہ جملے وہی کہیں گونجے تھے۔۔۔۔

"دو سال، ایک مہینہ، تین دن۔۔۔۔اور پھر 13 گھنٹے گزارنے کے بعد۔۔اب 01:45 پر تم نے آنکھیں کھولی ہیں۔۔۔۔دو سال، ایک مہینہ، تین دن اور 13 گھنٹے۔۔۔ایک ایک پل۔۔۔۔ مینے تمہارا انتظار کیا ہے۔۔۔ایک ایک پل تڑپا ہوں۔۔۔تمہاری طلب میں۔۔۔ہہہ"۔۔۔۔

پاکیزہ یک ٹک اس ظالم شہزادے کی بیکھری حالت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ بولتے بولتے چپ کر گیا تھا۔۔۔آنسوؤں کا گولا اسکے حلق میں پھنسا تھا۔۔۔۔بے حد سرخ آنکھیں برسنے کو تیار تھیں۔۔۔۔وہ لب بینچ کر اپنا سر جکا گیا تھا۔۔۔

"م میں۔۔۔تم سے"۔۔۔۔

وہ خود پر ضبط کرتا سر اٹھا کر واپس اسکی نم ہوتی آنکھوں میں دیکھتا۔۔۔۔لفظ ختم ہو گئے تھے۔۔۔

"""

"جبران قازمی چھوڑیں مجھے۔۔۔میں نے کہا چھوڑیں"۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"تم۔۔۔تم خاموشی سے اس وقت صرف میری طلب پوری کرو"۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"مجھ سے دور بھاگنے کی کوشیش مت کرو پاکیزہ۔۔۔اب یہ ممکن نہیں"۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"مجھے جانے دیں۔۔۔مجھ پر رحم کریں"۔۔۔۔

ابھی یہ شروعات ہے پاکیزہ آفریدی۔۔۔تم بس دیکھتی جاو۔۔۔آگے میں تمہارے ساتھ کیا کیا کروں گا۔۔۔میں تمہیں اس مقام پر کھڑا کر دوں گا کہ۔۔۔موت کو قریب سے دیکھو گی"۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

"ن نہیں۔۔۔دور رہو۔۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔چھوڑو۔۔۔جبران۔۔۔جبران مجھ پر یہ ظلم مت کریں۔۔۔مجھے ان سے بچالیں"۔۔۔

"جبران سائیں ں ں"۔۔۔۔

"""

گزرے وقت کے اذیت ناک لمحے دونوں کو ایک ساتھ یاد آئے تھے۔۔۔

پاکیزہ کی آنکھ سے آنسو چھلک کر کنپٹی میں جزب ہو جاتا۔۔۔۔

جبران کی آنکھیں بھی بے ساختہ ہی چھلکی تھیں۔۔۔

وہ جانتا تھا۔۔۔جو وہ کر چکا ہے اسکی معافی اسے کبھی نہیں ملے گی۔۔۔۔

کچھ پل یونہی خاموشی کے نام ہو گئے تھے۔۔۔۔

وہ سر جکا کر اسکے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیتا۔۔۔

یہ منظر پاکیزہ کے لب سیسکا گیا تھا۔۔۔۔اسکے خشک لب وا ہوئے تھے۔۔۔۔

جبران اب وہاں روکا نہیں تھا۔۔۔

پاکیزہ اسے باہر نکلے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ج ج جبران۔۔۔ہ۔۔ہ۔۔ہ"۔۔۔۔

اسکے لبوں سے دیمی آواز نکلی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹرز بھاگتے ہوئے اندر آئے تھے۔۔۔شاید جبران نے ڈاکٹرز کو بیجھا تھا۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے سب پاکیزہ کے پاس آ گئے تھے۔۔۔

عرتج بیگم کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔۔۔وہ اپنی بچی کا بار بار سر چوم رہی تھی۔۔۔سامنھ ہی چ چوہدری شجاعت آفریدی بھی اپنی ویل چیئر پر بیٹھے نم آنکھوں سے پاکیزہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔انکا بائیاں حصہ فالج زدہ تھا۔۔۔منہ بھی ٹیڑا ہو گیا تھا۔۔۔انکی یہ حالت دیکھ کر پاکیزہ رونے لگ گئی تھی۔۔۔

چوہدری رحمان قازمی بھی اسکے سر پر پیار دے کر اسکا حاال پوچھ رہے تھے۔۔۔وہاں سب تھے۔۔۔سوائے اسکے۔۔۔۔

وہ وہاں سے ایسا گیا تھا کہ۔۔۔واپس نہیں پلٹا تھا۔۔۔۔

آج اسے گھر آئے پانچواں دن تھا۔۔۔وہ اپنے گھر آئی تھی۔۔۔

وہ جو دو سالوں میں ایک ایک پل اسکے پاس رہا تھا۔۔۔آج دو ہفتے ہونے کو آئے تھے۔۔۔وہ اس سے ملنے نہیں آیا تھا۔۔۔۔

وہ آئینے میں اپنا عکس دیکھتی۔۔۔۔

اسنے گرے رنگ کی سادہ شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔

سفید دودھیا سرخ رنگت میں اب زردی مل گئی تھی۔۔۔خوبصورت آنکھوں تلے حلقے پڑے ہوئے تھے۔۔۔گلابی لب خشک سے تھے۔۔۔۔

وہ سدیوں کی بیمار لگتی تھی۔۔۔۔

ہاں البتہ بال اسکے کمرے تک لمبے ہو گئے تھے۔۔۔

وہ اپنا سر جھٹک کر بالوں کو ہلکا سا فولڈ کر کے کیچر لگا لیتی۔۔۔پھر سامنے ڈریسنگ پر اپنے ٹوٹ کر گرے کالے بالوں کو دیکھتی۔۔۔اسکا دل برا ہوا تھا۔۔۔لیکن خیر۔۔۔وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔۔۔یہ بھی ہو جائیں گے۔۔۔

اسنے یہ صرف سوچا تھا۔۔۔

دروازے پر ہلکی سے آہٹ ہوئی تھی۔۔۔وہ پلٹ کر اپنے کمرے کے دروازے کو دیکھتی۔۔۔

دروازہ کھول کر کوئی وجود اندر آرہا تھا۔۔۔

اسکے ہاتھ سے ہیئر برش چھوٹ کر زمین پر گر جاتا۔۔۔

وہ جبران تھا۔۔۔جبران قازمی۔۔۔۔

سکن پینٹ پر بلیک شرٹ۔۔۔اوپر سکن کی کورٹ پہنے وہ اسکے سامنے تھا۔۔۔وہ شہر سے سیدھا یہی آیا تھا۔۔۔

اسے دیکھ کر پاکیزہ کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔۔۔

جبران سپارٹ چہرے سے اسے وہی رک کر دیکھ رہا تھا۔۔۔البتہ آنکھوں میں وہی تڑپ تھی۔۔۔وہی طلب تھی۔۔۔

ان دو سالوں میں کیا کچھ ہوا کون کون اس سے ملنے آیا۔۔۔کیا کیا بات کی۔۔۔اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔سوائے جبران قازمی کے۔۔۔۔

ان دو سالوں میں اسکی ہر ملاقات۔۔۔ہر بات۔۔۔اسے یاد تھی۔۔۔بس۔۔۔وہی تو یاد تھی۔۔۔وہ کب کب رویا۔۔۔کب کب معافی مانگی۔۔۔کب تک اسکے سرہانے بیٹا اسے تکتا رہا۔۔۔اسے سب یاد تھا۔۔۔

پاکیزہ نے اب اسکا چہرہ غور سے دیکھا تھا۔۔۔وہ گہری داڑھی مونچھ کی وجہ سے وہ اور روبدار اور مغرور لگتا تھا۔۔۔

پاکیزہ اپنا حلق تر کرتی اس سے نظریں چہرا لیتی۔۔۔

جبران اپنے خود کو کمپوز کرتا اب اسکی طرف بڑھا تھا۔۔۔

جبران اسکے بلکل سامنے آکر روکا تھا۔۔۔اسکا نازک سارا پا اسکے چھوڑے وجود کے پیچھے چھپ سا گیا تھا۔۔۔

جبران ہاتھ بڑھا کر اسکا بازو تھامتا۔۔۔پاکیزہ اسکے لمس پر سر اٹھا کر اسے دیکھتی۔۔۔۔

جبران اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسے ساتھ لیے بیڈ کے پاس لاتا۔۔۔پھر اسے وہاں بیٹھا دیتا۔۔۔

پاکیزہ نا سمجھی سے بس اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی جو بلکل سپارٹ تھا۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر بیٹھا کر خود زمین پر بیٹھ جاتا۔۔۔

اسکی اس حرکت پر پاکیزہ کے لب وا ہوئے تھے۔۔۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی۔۔۔جبران آہستہ سے اسکی گود میں سر رکھ دیتا۔۔۔

پاکیزہ وہی شل سی ہو جاتی۔۔۔

جبران کے چہرے کا رخ دائیں جانب تھا۔۔۔پاکیزہ کو اسکا صرف آدھا چہرہ نظر آرہا تھا۔۔۔

"پاکیزہ۔۔۔میری پاکیزہ۔۔۔۔میری زندگی۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔میں۔۔میں جانتا ہوں میرا گناہ قابل معافی نہیں پر۔۔۔تمہارا دل تو بہت پیارا ہے۔۔۔میں تم سے دور نہیں رہ سکتا۔۔۔تمہارے بغیر نہیں جی سکتا۔۔۔تمہاری نارضگی نہیں دیکھ سکتا۔۔۔مجھے۔۔مجھے معاف کر دو"۔۔۔

ایک پل میں اسکی آنکھیں نم ہو گئی تھی۔۔۔۔

"آپ ایسے مت کہیں سائیں۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں"۔۔۔

پاکیزہ تڑپ کر بولی تھی۔۔۔اسکی بات پر جبران اسکی گود سے سر اٹھا کر اسکا چہرہ دیکھتا۔۔۔

کیا اسنے سہی سنا تھا۔۔۔

پاکیزہ اسکا چہرہ دیکھتی جو آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔۔۔

"جبران سائیں میں نے آپکو معاف کیا۔۔۔پلیز آپ روئیں نہیں"۔۔۔

پاکیزہ اپنی مخروتی انگلیوں سے اسکے چہرے سے آنسوں صاف کرتی۔۔۔۔

اسکی انگلیوں کا ٹھنڈا لمس پا کر وہ ایک پل کے لیے آنکھیں موند کر کھولتا۔۔۔

شہد رنگ آنکھیں سرخ ہو کر مزید نشیلی لگ رہی تھی۔۔۔

جبران اسکے دونوں ہاتھ تھام باری باری چومتا۔۔۔پاکیزہ اسکے لمس پر کامپ گئ تھی۔۔۔اب وہ اسکے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا گیا تھا۔۔۔۔

"پاکیزہ۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔میں نے بہت بہت غلط کیا تمہارے ساتھ۔۔۔اور قسم سے مینے اسکی سزا پائی ہے۔۔۔تم سے۔۔۔تم سے دو سال دور رہ کر۔۔۔۔پل پل تڑپا ہوں تمہارے لیے۔۔۔یہ دو سال دو صدیوں کی مانند گزارے ہے مینے"۔۔۔۔

جبران بول رہا تھا۔۔۔اسکی آواز بھیگی ہوئی تھی۔۔۔اسکی آنکھیں نم تھی۔۔۔پاکیزہ کی آنکھیں برس رہی تھی۔۔۔وہ ایک ٹک جبران کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔اسکی دیوانگی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"تم اگر اب بھی نا اٹھتی تو میں۔۔۔میں مر جاتا پاکیزہ"۔۔۔۔

جبران کی بات پر پاکیزہ اسکے لبوں پر ہاتھ رکھتی۔۔۔

"خدارہ خاموش ہو جائیں۔۔۔ آپکے الفاظ مجھے تکلیف دے رہے ہیں"۔۔۔

وہ سیسک کر بولی تھی۔۔۔

"ان دو سالوں میں آپ نے میرے ساتھ جتنی بھی باتیں کی مجھے سب یاد ہیں۔۔۔ آپکا معافی مانگنا۔۔۔ میرے لیے گڑگڑانا۔۔۔ مجھے سب یاد ہے جبران سائیں سب یاد ہے"۔۔۔۔

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بتا رہی تھی۔۔۔۔

"جب آپ روتے تھے ناں۔۔۔ تو میرا دل پھٹتا تھا۔۔۔ میرا بس نہیں چلتا تھا کہ آپکو اٹھ کر چپ کرواوں۔۔۔ آپ کے سامنے ہاتھ جوڑوں کہ خدا کے لیے مجھے مت آزمائیں۔۔۔ میرا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ میں آپکو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتی"۔۔۔

وہ رو پڑی تھی۔۔۔ جبران زمین سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ ساتھ ہی اسکا بازو تھام کر اسے بھی کھڑا کرتا اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔

دو سالوں سے جلتے سینے کو اب جا کر سکون ملا تھا۔۔۔

"جبران سائیں۔۔۔مجھے کسی سے۔۔۔کوئی شکایت نہیں۔۔۔آپ لوگ میرے۔۔۔میرے اپنے ہو۔۔۔اپنوں سے بھلا کون ناراض ہوتا ہے۔۔۔میرے ساتھ جو ہوا میرے نصیب میں لکھا تھا"۔۔۔۔

وہ اسکے سینے سے لگی ہی بول رہی تھی۔۔۔

جبران اسے خود سے جدا کرتا اسکا چہرا دیکھتا۔۔۔

"پاکیزہ۔۔۔تم قابل محبت ہو۔۔۔قابل عزت ہو۔۔۔تمہارے لیے سب چھوڑا جا سکتا ہے۔۔۔تمہارے لیے ننگے پاؤں گرم صحرا پار کیا جا سکتا ہے۔۔۔تمہارے لیے مرا جا سکتا ہے۔۔۔تم بدنصیب نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔

جبران اسکے سر کے ساتھ سر ٹکا گیا تھا۔۔۔

"جبران سائیں۔۔۔مجھے کبھی خود سے دور مت کریے گا"۔۔۔

پاکیزہ نا جانے کس احساس کے تحت بولی تھی۔۔۔۔

"کبھی نہیں"۔۔۔

ان دونوں نے ابھی بھی سر جوڑا ہوا تھا۔۔۔البتہ آنکھیں دونوں کی بند تھی۔۔۔۔

"اور۔۔۔اور مجھ پر کبھی غصہ بھی مت کریے گا۔۔۔آپکی اونچی آواز سے مجھے ڈر لگتا ہے"۔۔۔۔

اسکی آخری بات کر پر جبران کے لب مسکرائے تھے۔۔۔

" کبھی نہیں کروں گا۔۔۔پکا وعدہ"۔۔۔

دونوں نے آنکھیں کھول کر ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔۔۔

دونوں کا چہرا رونے کے بائث سرخ ہو گیا تھا۔۔۔آنکھیں ابھی بھی نم تھی دونوں کی۔۔۔۔

پاکیزہ جبران کا سرخ ہوا ناک دیکھ کر مسکرائی تھی۔۔۔

پاکیزہ کے لبوں کی مسکراہٹ بہت دلکش تھی۔۔۔وہ خود سر تا پیر دلکش تھی۔۔۔وہ اسکی محرم تھی۔۔۔اسکی بیوی۔۔۔

جبران کے دل نے گواہی دی تھی۔۔۔

جبران پورے حق سے اسکے دلکش لبوں پر جکا تھا۔۔۔

جبران کا لمس پاکیزہ کو آنکھیں بند ھ کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔اسکے لمس میں نرمی تھی۔۔۔

جبران اس سے دور ہوا تھا۔۔۔پاکیزہ کا چہرہ بلش کر رہا تھا۔۔۔اسنے اپنی پلکیں جکالیں تھی۔۔۔

اسکی حیا۔۔۔اسکی معصومیت۔۔۔اسکا دلکش حسن۔۔۔جبران کو چاروشانے چت کر گیا تھا۔۔۔۔

"پاکیزہ جبران قازمی۔۔۔تیار ہو جاؤ میری ہونے کے لیے۔۔۔میں صدیوں سے تمہارا طلبگار ہوں۔۔۔اتنی جلدی تمہیں رہائی نہیں دونگا"۔۔۔۔۔

جبران نے اسکے کان کے پاس جک کر سرگوشی کی تھی۔۔۔

اسکی سرگوشی پر پاکیزہ سر تا پاؤں کانپ گئی تھی۔۔۔

جبران قریب سے اسکا چہرہ دیکھتا۔۔۔

"زندگی بھر ساتھ دو گی"۔۔۔

جبران ہاتھ آگے پھیلا کر پوچھ رہا تھا۔۔۔پاکیزہ پلکیں اٹھا کر اسے دیکھتی۔۔۔

"مممم ایسے نہیں۔۔۔پہلے آپکو مجھے عزت سے یہاں سے رخصت کروا کے لے جانا ہو گا۔۔۔پھر۔۔۔یہ پاکیزہ صرف آپکی ہو گی"۔۔۔۔

پاکیزہ شرارت سے لب دبا کر کہتی۔۔۔۔جس پر جبران بھی ہنس کر سینے پر ہاتھ رکھتا اور ہلکا سا آگے کو جک کر اسکی بات کا احترام کرتا۔۔۔

"جیسا آپ چاہیں پاکیزہ آفریدی۔۔۔اب اس جبران قازمی کی جان آپکی مٹھی میں ہے"۔۔۔

پاکیزہ کھلکھلا کر ہنس پڑتی پھر اسکے بڑے ہوئے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیتی۔۔۔۔

جب بات ناممکنات میں آتی ہے تو بس یہ آیت یاد کر لیا کرو۔۔۔۔

"اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ" اور بے شک اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہر چیز پر قادر ہے"

ختم شد